رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ

عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

یعنی

رسالہ ریویو آف ریلیجنز

قاضی محمد ظہور الدین اکمل

چندہ سالانہ اندرون ہندوستان سے تین روپیہ بیرون ہندوستان سے چار روپیہ

مستحق طلباء اور غیر احمدیوں سے ڈھائی روپیہ ۲/۸

نمبر ۳ | شعبان المعظم سنہ ۱۳۴۰ھ | اپریل سنہ ۱۹۲۲ء | جلد ۲۱

فہرست مضامین

حدیث رسول اللہ پر اعتراضوں کا جواب	۹۵-۹۰	ایڈیٹر
قصیدہ غوثیہ میں مسیح موعودؑ کی صداقت	۹۹-۹۶	"
سناتن دھرم والوں کے عقائد	۱۰۳-۱۰۰	"
دنیا ظہور صادق کے لئے بیتاب	۱۰۵-۱۰۴	"
تقریر حضرت خلیفۃ المسیح ذات باری تعالیٰ نمبر ۲	۱۲۱-۱۰۶	مرتبہ شمس فاضل سیکھوانی۔
کتب خانہ اسکندریہ کے جلانیوالے کون تھے	۱۲۷-۱۲۲	منشی فضل حسین احمدی مہاجر
اشتہار نور الابصار شیعہ کیلئے مع نظم	۱۳۰-۱۲۸	سید صادق حسین اٹاوی
مسلمانوں کی تباہی اور دعوت الٰہی	۱۳۵-۱۳۱	ایڈیٹر
تبلیغ رسالت نظم	۱۳۷-۱۳۶	ماسٹر نعمت اللہ صاحب گوہر
مولوی محمد علیصاحب اپنے ایمان کا فیصلہ کریں	۱۳۸-۱۳۷	ایڈیٹر

مطبع میگزین قادیان میں باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر چھپکر نظارت تالیف و اشاعت کیلئے شائع ہوا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خریداران ریویو آف ریلیجنز توجہ سے پڑھیں

۱- یہ رسالہ ہر ماہ کی پانچ تاریخ کو زیر ادارت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل نکلتا ہے قیمت سالانہ تین روپے غیر احمدیوں اور طالبعلموں کے لئے صرف اڑھائی روپے۔

۲- تشحیذ الاذہان کی علیحدہ اشاعت ملتوی کردی گئی اب تشحیذ ریویو آف ریلیجنز میں شامل ہے یعنی تشحیذ کے خریداروں کو بھی ریویو ہی بھیجا جاتا ہے۔

۳- جو صاحب تشحیذ کی قیمت پیشگی سنہ ۱۹۲۲ء دے چکے ہیں۔ اور ریویو کے بھی خریدار ہیں۔ وہ اپنی اپنی قیمتیں نصف اعانت فنڈ میں دیدیں اور نصف کے عوض میں کسی غیر احمدی یا طالب علم کے نام رسالہ ریویو جاری کرا دیں یا اپنے حساب ریویو میں منتقل کرا دیں۔

۴- تا حال مفصلہ ذیل خریداران تشحیذ نے اپنی بقیہ قیمت اعانت فنڈ میں دیدی ہے، جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

۱- محمد عبد الرشید صاحب تاجر [redacted] ۲- ڈاکٹر عبد الکریم صاحب مارٹی انڈس ۔ ۳- میاں محمد بخش صاحب بھنگا۔ ۴- میاں رحمت اللہ صاحب سنگرور۔ ۵- جناب علی محمد فضل الدین صاحبان شام چوراسی۔ ۶- منشی غلام قادر صاحب امرتسر ۷- منشی محمد یعقوب صاحب سب انسپکٹر بینکس گوکھووال۔ ۸- میاں محمد صدیق صاحب میرٹھ۔ ۹- ماسٹر محمد بریل صاحب سکرنڈ۔ ۱۰- میاں محمد رحیم الدین صاحب۔ ۱۱- سید صادق علی صاحب رینجر۔ ۱۲- ملک شیر زمان صاحب جہنڈ ۱۳- مرزا محمد شفیع صاحب گوڑ گانواں۔ ۱۴- جناب عبد العزیز صاحب انبالہ۔ ۱۵- منشی محمد یعقوب صاحب مجسٹریٹ جوڈیشل ۱۶- محمد حنیف صاحب لودی کٹرہ۔ ۱۷- میاں محمد اسمٰعیل صاحب پشاور۔ ۱۸- مولوی عمر الدین صاحب صریح۔ ۱۹- ماسٹر محبوب عالم صاحب شمس آباد۔ ۲۰- مولوی عبد العزیز صاحب بمبئی۔ ۲۱- حافظ نور حسن صاحب ٹھٹھہ جان محمد ۲۲- میاں غلام نبی صاحب سیٹھی۔ راولپنڈی ؂

۵- مفصلہ ذیل احباب نے نئے خریدار دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بہت بہت اجر دے۔

۱- برادر مرزا کبیر الدین صاحب احمد لکھنؤ ایک خریدار۔ ۲- چوہدری ظہور حسین صاحب شملہ دو خریدار۔ ۳- ڈاکٹر نیاز محمد صاحب گوگیرہ دو خریدار۔ ۴- مولوی عبد الرحیم صاحب کٹک ایک خریدار۔ ۵- مولوی عبد الغنی صاحب بالاوالی ایک خریدار

۶- جن صاحبان کے نام دو رسالے ریویو پہنچیں وہ مجھے ضرور اطلاع دیں کیونکہ تشحیذ و ریویو دونو کے خریدار ہونے کی وجہ سے بعض کے نام دو دو رسالے جارہے ہیں چٹ نمبر اور اپنا مکمل پتہ بھی لکھیں ۷۹ یا ۵۶۴ ڈاکخانہ کا نمبر ہے خریداری نمبر نہیں

نوایجاد اکسیر داد :- ہر قسم کی داد و چنبل کو فوراً شفا کرنیوالی دوائی اکسیر صفت دوائی قیمت ۸؍ سابق بادشاہ صورت لکھتے ہیں۔ وہ آپکی دوائی نوایجاد اکسیر داد منگوا کر استعمال کیگئی ہے نہایت کامیاب اور تیر بہدف دوائی ہے ایک شیشی اور براہ مہربانی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

شعبان المعظم ۱۳۴۰ھ و ماہ اپریل سنہ ۱۹۲۲ء

حدیث رسول اللہ پر اعتراضوں کا جواب

رسالہ اشاعت القرآن میں مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی کی قائم مقامی ایک صاحب حشمت العلی نام کرتے ہوئے صحیح البخاری کی ایک حدیث پر جرح کرتے ہیں اور ہم سے جواب کے طالب ہیں۔

ان لوگوں کا عقیدہ تو یہ ہے کہ قرآن مجید ہی واجب الاتباع ہے۔ مگر عملی رنگ میں اس کا یہ مطلب ہے کہ جو کچھ قرآن مجید سے ہم سمجھیں وہی صحیح ہے نہ جو کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم وحی الٰہی کی روشنی میں سمجھے اور جو تاریخی رنگ میں آپؐ اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے تعامل سے ثابت ہوتا ہے مثلاً بخاری شریف باب قبول الھدیۃ میں ایک حدیث ہے جو یوں شروع ہوتی ہے: عن عائشۃ ان نساء رسول اللہ صلعم کنّ حزبین۔ اس پر مفصلہ ذیل اعتراض کئے ہیں:۔

(۱) قرآن مجید میں دو یا تین یا چار بیویاں ایک وقت میں کرنے کی اجازت نہیں بدلیل فان خفتم الّا تعدلوا فواحدۃ اور ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء۔

(۲) معاہدہ میں زوج اور زوجہ ہر دو مساوی ہیں بدلیل ولھنّ مثل الذی علیھن۔ تو جب زوج ایک سے زیادہ عورتیں کر سکتا ہے تو زوجہ ایک زوج سے زیادہ کیوں نہ کر سکے۔

(۳) قرآن کریم میں کسی نبی کے لئے ثابت نہیں کہ ایک بیوی کے علاوہ دوسری یا تیسری بیوی بھی ہو۔

ایک نادان آریہ یا متعصب عیسائی کے قلم سے ان اعتراضوں کی توقع تھی۔ مگر زمانہ کی بوقلمونی کہ ایک شخص اپنا نام "مسلم" بتاتا ہے اور ایسے رکیک اعتراض کرتا ہے جن کا جواب دینے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی بھی چنداں ضرورت نہ تھی۔ مگر اس خیال سے لکھتا ہوں کہ شاید کوئی ناواقف مسلمان ان کے پھندے میں نہ پھنس جائے یا کوئی دشمن اسلام ہمارے منہ نہ آئے۔

جواب اعتراض اوّل صریحاً فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنٰی و ثلٰث و ربٰع قرآن مجید میں آیا ہے تو یہ کیونکر کہا جا سکتا ہے۔ کہ خدا نے ایک ہی وقت میں ایک سے زیادہ دو دو تین تین چار چار بیویاں کرنے کی اجازت نہیں دی۔ مثنٰی کا منطوق ہی یہی ہے کہ ایک وقت میں دو۔ اگر فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدۃ سے یہ مراد ہوتی کہ کسی صورت میں بھی ایک سے زیادہ بیوی ایک وقت میں جائز نہیں تو مثنٰی و ثلٰث فرمانے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء کے ساتھ ہی۔ فلا تمیلوا کل المیل فرما کر بتا دیا کہ کونسا عدل ہے جو ہم لوگوں کی استطاعت میں نہیں یعنی وہ علاقہ ہے محبت کا۔ محبت بس کی بات نہیں۔ باقی اداء حقوق میں تو عدل ممکن ہے اور مؤمنون نے کر کے دکھا دیا اس زمانہ میں بھی نظیریں موجود ہیں قادیان میں آکر دیکھ لو۔ ہاں محبت اور رجحان طبیعت الگ بات ہے سو اسکی خدا تعالیٰ نے معافی دیدی حد سے بڑھے ہوئے میلان سے منع فرما دیا کہ ایک بیوی رکھ لو اور دوسری کو معلقہ چھوڑ دو۔ اگر یہ معنی نہ لئے جائیں جو قرآن مجید ہی سے ثابت ہیں۔ تو یہ ایک مضحکہ انگیز بات ہو جاتی ہے کہ ایک طرف کہنا دو دو تین تین بیویاں برعایت عدل کر لو اور دوسری طرف کہنا کہ تم عدل کر ہی نہیں سکتے۔ نیز اس سے اختلاف فی القرآن لازم آتا ہے۔ ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً۔

جواب اعتراض دوم صاحب! وہ کونسا معاملہ ہے جو از روئے قرآن مجید کیا جاتا ہے کہ زوج اور زوجہ کے حقوق مساوی ہیں۔ یہ تو فطرت۔ عقل۔ اور عمل کے بھی خلاف ہے۔ کیا آپکا یہ مطلب ہے کہ اگر زوجہ بچے جنتی ہے۔ تو زوج بھی جنے اور درد زہ کی تکلیف اٹھائے۔ زوج کے ذمے نان و نفقہ ہے تو زوجہ کے ذمے زوج کا نان و نفقہ ہے۔ ولھن مثل الذی علیھن کا تو یہ مطلب ہے کہ جہاں زوج کے حقوق ہیں وہاں زوجہ کے بھی حقوق ہیں یہ مراد تو نہیں کہ وہی حق جو مرد کا ہے وہی عورت کا ہے۔ اسی آیت کو پورا پڑھا جائے تو صحیح مراد قرآنی واضح ہو جاتی ہے۔ اوّل تو فرمایا بالمعروف اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا وللرجال علیھن درجۃ یعنی زوج و زوجہ کے ایک دوسرے پر حقوق ہیں۔ مگر اس سے مساوات مراد نہیں۔ بلکہ مردوں کو عورتوں پر درجہ ہے فوقیت ہے برتری ہے مرد حاکم ہے تو عورت محکوم۔ مرد قیّم ہے نگران۔ نگہبان۔ منتظم اور عورت زیر ہدایت انتظام بجا لانے والی۔ یہ کہنا کہ جب مرد ایک سے زیادہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عورتیں کرسکتا ہے تو عورت کیوں ایک سے زیادہ مردوں سے تعلق نہیں رکھ سکتی نہایت ہی بے عقلی بلکہ بے حیائی کی بات ہے۔ مرد و عورت کے باہمی تعلق ازدواج کا منشاء حصول اولاد ہے نہ کہ شہوت رانی ایک مرد کی بیبیاں ہوں تو چاروں سے ایک ہی سال میں الگ الگ اولاد ہوسکتی ہے مگر ایک عورت بہت سے مردوں سے تعلق ازدواج رکھ کر ایسا نہیں کرسکتی۔ (۲) حفظ نسب بھی تمدن کے لئے بہت ضروری ہے اور نسب مرد کی طرف سے چلتی ہے۔ ایک مرد کی چار بیبیاں ہوں تو بھی نسب میں خلل نہیں آئیگا اور اسکے برخلاف صورت میں گڑبڑ ہوگی۔ (۳) مرد حاکم ہے عورت محکوم الرّجال قوّامون علے النّساء۔ ایک حاکم کے ماتحت کئی محکوم رہ سکتے ہیں۔ مگر ایک محکوم بہت سے حاکموں کی اطاعت ایک وقت میں نہیں کرسکتا۔

ضَرَبَ اللہُ مَثَلاً رَجلاً فیہ شُرَکَاءُ مُتَشَاکِسُوْنَ وَرَجلاً سَلَماً لِّرَجُلٍ هَلْ یَسْتَوِیٰنِ مَثَلاً (پارہ ۲۳ رکوع ۱)

جواب اعتراض سوم کسی نبی کی ایک سے زیادہ بیوی ثابت نہیں اُف اسقدر دیدہ دلیری۔ واقعات اظہر من الشمس کا انکار۔ علم التاریخ کا ابطال۔ روایات متواترہ کی تکذیب۔ خدایا تیری پناہ۔ نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کئی آیات وارد ذیل ہیں۔

(۱) یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْکُنَّ وَاُسَرِّحْکُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلاً (اے نبی اپنی بیبیوں سے کہہ دو۔ الی آخرہ)

(۲) یٰنِسَاءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ۔

(۳) یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِیْ اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ (اے نبی ہم نے تمہارے لئے ان بیبیوں کو حلال کردیا ہے جن کے مہر تم دے چکے ہو)

(۴) تُرْجِیْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِیْ اِلَیْكَ مَنْ تَشَاءُ (جسے چاہو انمیں سے موقوف رکھو جسے چاہو اپنے پاس جگہ دو)

اس آیت میں آپکے اس شبہ کا بھی ازالہ ہے کہ بہت سی بیبیاں ایک وقت میں تھیں بلکہ ایک کے بعد دوسری۔

(۵) لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ (اسکے بعد تیرے لئے اور بیبیاں حلال نہیں اور نہ یہ کہ ان کے بدلے میں اور بیبیاں کرو) تبدل بھن نے بتادیا کہ نبی کریمؐ کے حبالۂ نکاح میں ایک سے زیادہ بیبیاں تھیں۔

(۶) وَمَا کَانَ لَکُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللہِ وَلَا اَنْ تَنْکِحُوْا اَزْوَاجَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ اَبَدًا

(تمہارے لئے جائز نہیں۔ کہ رسول اللہؐ کو ایذاء دو اور آپ کے بعد آپکی بیبیوں سے کبھی نکاح کرو)

(۷) یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ (اے نبی اپنی بیبیوں اور بیٹیوں سے کہدو) آپ یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ نساء النبی سے مراد گھر کی مختلف عورتیں ہیں یہاں بنات الگ فرمایا۔

(۸) تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ معلوم ہوا کہ ایک ہی وقت میں ایک سے زیادہ بیویاں آپکی تھیں۔

(۹) وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ حَدِیْثًا۔ بعض ازواجہ بتاتا ہے کہ ایک ہی وقت میں بہت سی بیبیاں تھیں۔

(۱۰) عَسٰی رَبُّہٗ اِنْ طَلَّقَکُنَّ اَنْ یُّبْدِلَہٗ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْکُنَّ۔ اگر نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں طلاق دیدیں اور تم سے بہتر بیبیاں عطا فرمائیں۔ یہ آیت حجت قاہرہ ہے معترض پر کہ طلقکن نے یہ بتا دیا کہ ایک سے زیادہ بیبیاں ایک ہی وقت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نکاح میں موجود تھیں۔

ناظرین کرام معاف فرمائیں کہ ایک امر مشہود و ثابت شدہ کے متعلق ایک صفحہ کے قریب رسالہ کا لینا پڑا۔ میں نے چاہا کہ معترض کو اسی کے مسلمات سے ملزم کیا جائے۔

اعتراض چہارم۔ اس حدیث زیر جرح میں لکھا ہے کہ صحابہ کرامؓ کو معلوم تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جناب عائشہ سے مانوس ہیں اسلئے کوئی ہدیہ پیش کرنا ہوتا تو اسی روز لاتے جب حضرت عائشہ کی باری ہوتی۔ دوسری بیبیوں کو شکایت پیدا ہوئی تو انہوں نے ام سلمہ کو جناب رسالتمآبؐ کے پاس بھیجا کہ یہ شکایت ان تک پہنچا دی جائے حضورؐ نے جواب دیا۔ پھر مکرر سہ کرر پوچھنے پر فرمایا کہ عائشہ کے بارے میں مجھے ایذاء نہ دو فانّ الوحی لم یاتنی وانا فی ثوب امرءۃٍ الا عائشۃ مجھے خدا کی وحی دوسری بیبیوں کے لحاف میں نہیں آتی بلکہ عائشہ ہی کے لحاف میں نازل ہوتی ہے۔ اسپر اس بی بی (اُمّ سلمہ) نے توبہ کی اور کہا اتوب الی اللہ عزّ وجلّ من اذاك۔ اسپر معترض صاحب کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ عائشہ کی محبت میں ایسے مستغرق تھے کہ دوسری عورتوں میں تفرقہ پیدا کیا (ب) رسول اللہ کا ارشاد کہ عائشہ کے لحاف میں وحی آتی ہے اور دیگر زوجات کے لحاف میں وحی نہیں آتی ام سلمہ کے سوال سے کیا تعلق رکھتا ہے (ج) جبریل نے بھی خیال نہ کیا کہ میں اگر عائشہ کے لحاف میں وحی لے جاؤں گا تو دیگر عورتوں میں تفرقہ پیدا ہو جائیگا۔

اما الجواب۔ میلان طبعی اور محبت خاصہ جو بعض فضائل کی وجہ سے ہے یہ قدرتی بات ہے شریعت اسلام میں منع نہیں۔ خدا تعالیٰ جو سب عادلوں سے بڑھ کر عادل ہے اس کا معاملہ بھی سب سے یکساں اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مساوات کا نہیں صحابہ کرامؓ سب ہی ایمان لائے مگر جو تعلق ابو بکر رضی اللہ عنہ سے تھا وہ دوسرے سے نہ تھا۔ ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ حضرت عائشہ کی بعض خوبیوں کی وجہ سے جو امتیاز آپکو حاصل تھا اسکے متعلق کسی کی شکایت ٹھیک نہ تھی اسلئے رسول اللہؐ نے پہلے جواب نہ دیا کیونکہ یہ امر موجب تفرقہ نہ تھا بلکہ وہ غلط خیال موجب اصلاح تھا جسکی بناء پر یہ شکایت پیدا ہو رہی تھی۔ معترض کی مانند مشرکین عرب یہ سمجھتے تھے کہ رسول اللہؐ نے آکر ہم میں تلوار چلوا دی باپ سے بیٹے کو بیٹے سے باپ کو قتل کرا یا۔ حالانکہ حضورؐ کا وجود سراسر رحمت اور موجب اتفاق تھا۔ (ب) رسول اللہ کا یہ ارشاد ہے کہ مجھے وحی حضرت عائشہؓ کے لحاف میں آتی ہے نہایت بلیغانہ جواب ہے اس میں یہ سمجھایا کہ دیکھو خدا تعالیٰ جو سب عادلوں سے بڑھ کر عادل اور منصفوں کا منصف اور ہر قسم کے عدل و انصاف کا سرچشمہ ہے اس نے بھی ہدیۂ وحی کے لئے ایک ہی بی بی کو امتیاز بخشا۔ تو اگر بعض صحابہؓ نے ہدیوں کیلئے ایک بی بی کی باری والا دن مخصوص کر لیا۔ تو اس میں اعتراض کی کونسی بات ہوئی۔ آپ کو علم الحدیث نہیں دیا گیا اس لئے آپ حدیث النبی ہی کے منکر ہو بیٹھے ؎

باقی رہا جبریل پر اعتراض کہ وہ کیوں اس وقت وحی الٰہی لائے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ صدیقہؓ کے لحاف میں تھے یہ جناب الٰہی میں حد درجے کی گستاخی ہے۔ جبریل تو حکم کا بندہ ہے اور امین ہے اس کے طرز عمل پر اعتراض مومن کا کام نہیں۔ دیکھو فرشتوں کے بارے میں کلام اللہ فرماتا ہے:۔ یَخَافُوْنَ رَبَّھُمْ مِنْ فَوْقِھِمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ (وہی کچھ کرتے ہیں جو حکم دیئے جاتے ہیں پارہ ۱۴ رکوع ۱۲) اور فرمایا:۔ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّکَ (ہم نازل نہیں ہوتے مگر تیرے رب کے حکم سے) پس جبریل کے کسی فعل پر اعتراض کرنے والے سن رکھیں مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِیْلَ شاید آپ کہیں کہ اس طرح عدم مساوات لازم آتی ہے اسلئے یہ بات ہی غلط ہے تو یہ کہنے سے پہلے آپ ثابت کر دیں کہ دوسرے عطیات یزدانی و افضال ربّانی میں سب بیبیاں مساوی تھیں اس لئے ضرور تھا کہ نزول وحی کے شرف میں بھی برابر ہوتیں۔

اعتراض پنجم۔ زینب بنت جحش اس بارے میں نبی کریمؐ سے شکایت کر رہی تھیں تو حضرت عائشہ بھی وہیں تھیں (د) پہلے زینب نے گالی دی اور رسول اللہؐ نے زینب کو منع کیا۔ وہ نہ مانی پھر رسول اللہؐ نے فرمایا تم بھی زینب کو گالی دو یہ سن کر عائشہؓ نے زینبؓ کو اسقدر گالی دیں کہ عائشہ کے منہ کا تھوک بھی خشک ہو گیا"

اما الجواب۔ اوّل تو آپنے جو الفاظ پیش کیئے ہیں یہ بخاری شریف کے نہیں وہاں تو صرف یہ ہے کہ ان رسول اللہ لینظر الی عائشۃ ھل تکلم قال فتکلمت عائشۃ حتّٰی اسکتتھا رسول اللہؐ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے عائشہ صدیقہ کی طرف دیکھا کہ وہ گفتگو کرے چنانچہ اس بی بی نے جواب دیا اور زینبؓ کو خاموش کرادیا اس میں کوئی قابل اعتراض لفظ نہیں اور ہماری ذمہ واری صرف صحیح البخاری کے الفاظ کی تھی۔

لیکن جو آپنے نسائی و ابن ماجہ سے روایت کے الفاظ لکھے کچھ حوالہ ان کا نہیں دیا آپکے ترجمے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ زینبؓ نے کچھ برا بھلا کہا پہلے رسول اللہؐ نے خود روکا۔ پھر عائشہ صدیقہؓ کو اسکے جواب کی اجازت دی لفظ سبّیھا آپکے لئے وجہ اعتراض نہیں بن سکتا کیونکہ اسکے معنی گالی اور پھر فحش گالی نہیں جیساکہ آپنے خود بخود بنا لیا۔ پھر محاورہ عرب میں جزاء فعل کیلئے بھی وہی لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

ملاحظہ ہوں فنکب عنھم درء الاعادی ✣ فداووا بالجنون من الجنون

(۲) الالا یجھلن احد علینا ✣ فنجھل فوق جھل الجاھلین۔

دیکھئے یہاں جنون کی سزا میں جنون اور جہل کے جواب میں جہل ہی فرمایا۔ حالانکہ قائل کا یہ منشاء نہیں کہ ہم بھی دیوانے یا جاہل ہیں اور قرآن مجید میں آتا ہے۔ جزاء سیّئۃٍ سیّئۃ مثلھا (۲) فمن اعتدیٰ علیکم فاعتدوا علیہ مثل ما اعتدیٰ علیکم۔ اب یہاں یہ مراد نہیں کہ بدی کی جزاء میں بدی کا ارتکاب ہو۔ اور اعتداء کے جواب میں اسی طرح کا اعتداء کیا جائے۔ کوئی کسی کی چوری کرے تو یہ اسکے گھر میں جا چوری کرے یہ منشاء قرآنی ہرگز نہیں۔ پس رسول اللہؐ نے اگر فرمایا سبّیھا تو یہ مطلب نہیں کہ گالی دو۔ بلکہ مطلب جواب دینا ہے چنانچہ حضرت عائشہؓ نے اپنی دلائل قاہرہ سے اس بی بی کو خاموش کردیا اور وہ ایسی چپ ہوئیں کہ تھوک خشک ہوگیا ہے گھروں میں ہزاروں باتیں ہوتی ہیں۔ اختلاف ہوجاتا ہے۔ اسپر مومن بالرسول ہونیکے مدعی ہوکر مخالفین کی مانند اعتراضات واہیہ کرنا نہایت معیوب ہے اللہ تعالیٰ ہدایت بخشے ✣

تشحیذ الاذہان کے گذشتہ فائل

تشحیذ الاذہان کے ۱۹۱۴ء سے لیکر سنہ ۱۹۲۱ء تک آٹھ رسالوں کے مکمل فائل بجائے بیس روپے کے صرف چودہ روپے میں دیئے جائینگے صرف ۲۵ جلدیں اس حساب سے فروخت ہونگی۔ یہ علمی خزانہ مفت لٹتا ہے احباب جلد منگوالیں بعد میں قیمت ڈبل ہوجائیگی ✣ مباحثہ سرگودہ۔ مسئلہ نبوت بعد آنحضرتؐ پر مولوی ثناء اللہ صاحب و سید محمد اسحٰق صاحب کے مابین تحریری مباحثہ ۶/

۲۔ مباحثہ بمبئی۔ مباحثہ ختم نبوت پر مابین سید محمد اسحٰق صاحب و حکیم محمد حسین مرہم عیسےٰ

۳۔ التشریح الصحیح حدیث نزول مسیح پر سیر کن بحث ۶/

قصیدہ غوثیہ میں مسیح موعود کی صداقت

حضرت غوث اعظم سید عبد القادر الجیلانی قدس سرہ العزیز کے مشہور و معروف قصیدہ سقانی الحب کاسات الوصال سے میں بچپن سے مانوس ہوں کیونکہ ہمارے گھر میں چھوٹے بڑے اس کو پڑھا کرتے تھے۔ پھر جب خدا تعالےٰ نے مجھے اُمت محمدیہ کے غوث الاولیاء کے قدموں پر لا ڈالا۔ اور اس سے بہتر فیضان کا وارث بنایا تو اس طرف توجہ کم ہو گئی۔ اب کئی سالوں کے بعد ابو البرکات جناب مولوی عبد الملک صاحب مشیر مال ریاست بہاولپور (کہ ان کے ساتھ ہمارے خاندان کے قدیمی تعلقات علمی ہیں) کی عنایات سے القصیدہ الغوثیہ پڑھنے کا موقعہ ملا۔ کیونکہ آنجناب نے اسکی شرح الجواہر المضیہ کے نام سے لکھی ہے اور نہایت دیدہ زیب لکھوائی کے ساتھ اعلیٰ درجے کے کاغذ پر خوشنما چھپوائی ہے اس شرح میں مجھے بہت سی باتیں ایسی نظر آئیں جو سلسلہ احمدیہ کی صداقت کے ثبوت میں پیش کی جا سکتی ہیں۔ فی الحال میں دو باتوں کا ذکر کرتا ہوں۔ ایک یہ کہ باوجود اتنے بڑے دعوے اعجاز و کرامات کے عربی قصیدہ میں ایسی ترکیبیں اور الفاظ ہیں جنہیں علماء ظاہر خلاف قواعد صرف و نحو کہتے ہیں۔

مثال اوّل۔ قصیدے کا پہلا ہی شعر فَقُلْتُ لِخَمْرَتِی نَحْوِی تَعَالِی بروئے قاعدہ تعالےٰ کے بفتح لام چاہیئے تھا۔ حتّٰی کہ مؤنث کی صورت میں بھی تعالےٰ یا اِمْرَأَۃُ بولتے ہیں۔

مثال دوم۔ فَقُلْتُ لِسَائِرِ الاَقْطَابِ لُمُّوْا اس مصرع میں سائر بمعنے جمیع استعمال ہوا ہے۔

مثال سوم۔ فَسَاقِی القَوْمِ بِالوَافِی مَلَالِی۔ ملاءُ کا ہمزہ ساقط ہوا۔

مثال چہارم مُقَامِی فَوْقَکُمْ مَازَالَ عَالِی۔ مازال عالیًا کو عالِی لایا گیا ہے۔

مثال پنجم۔ اَنَا فِی حَضْرَۃِ التَّقْرِیْبِ وَحْدِی۔ میں انا اشباع کے ساتھ آیا ہے۔

مثال ششم۔ فَمَنْ ذَا۔ فِی الرِّجَالِ اُعْطِیْ مِثَالِی۔ اُعْطِیَ کا۔ آعطی کا ہمزہ گر گیا پھر یائے۔

مثال ہفتم لِخِدْمَتِی وَانْطَفَتْ مِنْ سِرِّ حَالِی۔ خدمت کا میم ساکن پڑھا جاتا ہے۔

مثال ہشتم۔ لَقَامَ بِقُدْرَۃِ الْمَوْلٰی تَعَالِی۔ تعالی کی بجائے تعالِی لایا گیا تھا۔ دوم المولیٰ موصوف معرف باللام ہے اور اسکی صفت نکرہ لائی گئی ہے۔

مثال نہم۔ تَمُرُّ وَتَنْقَضِی اِلَّا اَتَالِی۔ اتی میں ضمیر فاعل مذکر ہے حالانکہ شہور و دہور جمع ہیں اسکے لئے ضمیر مؤنث چاہیئے دوم اتانی کی بجائے اتی لِی لایا گیا ہے حالانکہ اتی بصلہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مثال دہم۔ وَافْعَلْ مَا تشا فالاِسْمُ عالٖ۔ اوّل تو افعل میں ہمزۂ وصل کو قطعی پڑھا گیا۔ دوم تشأ کا الف محدودہ مقصور ہو گیا ہے۔ اسمی کی جگہ فلااسم لانے سے شارحین کو عجیب عجیب تاویلیں کرنی پڑیں۔

مثال یازدہم۔ عَطَانِی رِفْعَةً نِلْتُ المُنٰی لِی۔ رفعةً منصوب مفعول ثانی اَعْطٰی کا بن سکتا ہے اَعْطَانِی کی بجائے عطانی لانا ضرورت شعری کے لئے بتایا جاتا ہے۔

مثال دوازدہم۔ علٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الکَمَالٖ۔ اس شعر میں قَدَم کو قَدْم بسکون دال اور النَّبِیُّ کو النَّبِی مخفف لایا گیا ہے

مثال سیزدہم۔ مُرِیْدِی لا تَخَفْ وَاشٍ فَانّی۔ واشٍ لا تخف کا مفعول ضرورت شعری نے مجرور بنا دیا۔

مثال چہاردہم۔ اَنَا الحَسَنِیُّ وَالمَخْدَعْ مَقَامِی۔ مخدع مرفوع تھا ضرورت شعری نے اعراب اسقاط کر دیا۔

میں یہ نہیں کہتا کہ حضرت مرحوم کے معتقدین نے ان اعتراضات کے جواب نہیں دیئے بلکہ میں صرف دکھانا چاہتا ہوں کہ قصیدہ اعجازی میں خلاف صرف و نحو الفاظ و ترکیبیں اسکی وقعت کو کم نہیں کر سکتیں پس کم از کم سرکار غوثیہ کے مرید حضرت مسیح موعودؑ کے عربی اشعار پر اعتراض کرنے سے پہلے غوث الاعظم کا قصیدہ زیر نظر رکھ لیا کریں۔ اور یہ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اس سے زیادہ وزنی اعتراض وہ کوئی نہیں پیش کر سکیں گے جو اس قصیدۂ غوثیہ یا دوسرے قصائد پر وارد ہو سکتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس قصیدہ میں جو دعاوی کیئے گئے ہیں ذرا ان کو ملاحظہ فرمائیں اور پھر وہ معترضین شرمائیں جو حضرت مسیح موعودؑ کا کوئی دعویٰ دیکھ کر شور ڈالا کرتے ہیں کہ اگلے اولیاء اللہ کی ہتک ہو گئی۔ دیکھئے سیّد عبد القادرؒ گیا فرماتے ہیں۔

۱۔ اولیاء اللہ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔ شربتم فضلتی من بعد سکری۔ ولا نلتم علوی واتصالی یعنی تم سب میرا پس خوردہ لینے والے ہو تاہم میرے رتبۂ بلند اور مقام اتصال کو نہ پہنچے۔

۲۔ مقامکم العلٰی جمعاً ولکن۔ مقامی فوقکم ما زال عالی۔ تمہارا مقام بلند ہے مگر میرا مقام تم سب سے اونچا اور باوجود تمہاری ترقی کے بلند رہے گا۔ (آسمان سے کئی تخت اترے مگر میرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا الہام مسیح موعودؑ)

۳۔ انا فی حضرة التقریب وحدی۔ خدا کے مقام قرب میں میں یگانہ ہوں۔ (پس اُمّتِ محمدیہ میں نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص ہوں (حقیقة الوحی)

۴۔ فمن ذا فی الرجال اعطی مثالی۔ کون ہے جو اولیاء اللہ سے میرے جیسا رتبہ دیا گیا۔

۵۔ اگر میں اپنا بھید سمندروں پر ڈالوں تو خشک ہو جائیں۔ پہاڑوں پر ڈالوں تو ریت جیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہاریک ہوجائیں آگ پر ڈالوں تو راکھ ہوجائے۔ مُردوں پر ڈالوں تو زندہ ہوجائیں۔

۶۔ ہر مہینہ اور زمانہ میرے پاس حاضر ہوتا ہے اور مجھ کو گذشتہ اور آئندہ واقعات کی اطلاع دیتا ہے۔

۷۔ میرے مرید خوش رہ اور بیباکی سے تو جو چاہے الاپ اور جو تیرا دل چاہے کر کیونکہ میرا نام بزرگ ہے

(حضرت مسیح موعودؑ کے الہام اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم پر اعتراض کرنے والے غور کریں)

تیسری بات۔ شارح قصیدہ غوثیہ نے بعض اشعار کی تشریح میں جو باتیں لکھی ہیں وہ آجکل کے متصوفین خصوصاً قادری طریقے والوں پر حجت ہیں۔ کیونکہ اسی بناء پر وہ حضرت مسیح موعودؑ پر فتویٰ کفر لگاتے ہیں۔

مجدّد آیا کرتے ہیں "ایک وقت میں خدا تعالیٰ دینی یا دنیوی علم میں ایک شخص کو خاص قوت اور ملکہ عطا فرماتا ہے جو دوسروں کو حاصل نہیں ہوتا۔ شریعت میں اسکو مجدد اور معرفت میں غوث کہتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے یبعث اللہ علیٰ رأس کل مأتہ یکون مجددا لدینہ" (صفحہ ۸۳)

(ب) حضرت مجدد وقت تھے اور مجدد وقت منجانب اللہ دین متین کی ترویج اور تجدید کے لئے ہر ایک صدی میں مامور کیا جاتا ہے۔ (صفحہ ۱۳۶)

مَیں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پہلے تو ہر صدی پر مجدد آیا کرتا تھا۔ مگر یہ صدی کیوں خالی گئی حالانکہ سب صدیوں سے زیادہ گمراہی تو اسی صدی میں ہے

نبوّت ظلّی کی اطلاع (ا) ولو القیت سرّی فوق نار کی تشریح میں ہے۔

"اس شعر میں حقیقت ابراہیمی کا ظہور ہے گویا ظلّ نبوّت ابراہیمی کا دعویٰ کیا گیا ہے۔"

(ب) ولو القیت سرّی فوق میّتٍ پر لکھا ہے:۔

"اس شعر میں ظلّ نبوّت ابراہیمی اور عیسوی کے اظہار کا دعویٰ ہے"

(ج) وتخبرنی بما یأتی ویجری کی شرح میں لکھا ہے:۔

"اس شعر میں ظلّ محمّدی و عیسوی وغیرہ کا دعویٰ ہے اولیاء اللہ اور انبیاء کو خدا تعالیٰ غیب پر مطلع کرتا ہے اور وہ آئندہ زمانہ کے حالات بیان کرتے ہیں"

(۲) حالات گذشتہ اور آئندہ کا مجھ کو علم عطا کیا ہے اس میں ظلّ نبوّت محمدیہ کا دعویٰ ہے۔ (صفحہ ۱۱۶)

(د) ولو القیت سرّی فی بحار پر فرماتے ہیں:۔

"اس شعر میں حضرت موسیٰ علیٰ نبیّنا و علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی نبوّت ظلّی کا دعویٰ کیا گیا ہے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعودؑ نے ظلی نبوت کو ایسا عام نہیں کیا ظلی کمالات کے حصول کا دروازہ تو کھلا رکھا ہے مگر ظلی نبوت صرف ایک ہی کو ملی۔

علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل - لکھتے ہیں۔ کہ:-

"درجہ افراد اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام مدارج انبیاء کے مساوی ہے یہ صحاح ستہ میں مذکور ہے"

خاتم النبیین کے اتباع سے سب کمالات نبوت حاصل ہو سکتے ہیں | وانی علیٰ قدم النبی بدر الکمال کی تشریح میں لکھتے ہیں:-

"میں (سید عبدالقادر جیلانی) آنحضرتؐ کے قدم بقدم منازل کمال تک چلا گیا۔ اور وہ منازل قاب قوسین او ادنیٰ ہیں مگر میں تابع ہوں اور حضرت علیہ الصلوٰۃ متبوع - ××× اگرچہ سب ولیوں کے لئے سعادت مقدر ہے لیکن وہ اس سعادت کو حاصل نہیں کرسکتے جو مجھے میسّر ہے وہ سعادت وہی سعادت ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ کو علیٰ احد کمال حاصل ہوئی صرف اصل و فرع کا فرق ہے ×× جس حد تک کوئی شخص اتباع کامل کی کوشش کریگا اسی حد تک اوروں پر سبقت لے جائیگا" (صفحہ ۱۴۲)

حضرت مسیح موعودؑ نے بھی جو اپنے آپ کو بروزی طور پر وہی خاتم النبیین اور جامع جمیع کمالات محمدیہ اور "منم محمد و احمد کہ مجتبےٰ باشد" کہا۔ تو انہی معنوں میں۔ رسول کریمؐ سے برابری کا دعویٰ نہیں حصول جمیع کمالات محمدیہ کا اظہار ہے اور اصل و فرع۔ اُستاد شاگرد کا فرق قائم ہے۔

بعض دفعہ پیشگوئی پوری نہیں ہوتی - | شارح قصیدہ غوثیہ رقمطراز ہیں:-

"حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نے اس باب میں ایک عجیب نکتہ لکھا ہے کہ بعض دفعہ جو پیشگوئی پوری نہیں ہوتی اس کی خاص وجہ ہے کہ بعض امور کا وقوع مشروط و معلق ہوتا ہے اور ولی اللہ کی نظر اس شرط و تعلیق پر نہیں پڑتی وہ مطلق پیشگوئی کردیتا ہے کہ ایسا ہوگا مگر چونکہ شرط نہیں پائی جاتی اسلئے وہ امر واقع نہیں ہوتا پس بعض پیشگوئی کا ظہور میں نہ آنا نبوت و ولایت کی شان میں نقص نہیں (صفحہ ۱۱۷)"

غالباً اب حضرت مسیح موعودؑ کی بعض پیشگوئیوں کی نسبت کوئی اعتراض نہ اٹھایا جائیگا جو معترضین کے نزدیک پوری نہیں ہوئیں حالانکہ وہ اور رنگ میں پوری بھی ہوچکی ہیں ٭

سناتن دھرم والوں کے عقائد

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و رحم سے ہمارے ذمے یہ خدمت لگائی ہے کہ دین اسلام کو تمام ادیان عالم پر براہین نیرہ سے غالب ثابت کریں اس کے لئے ضروری ہے کہ پہلے ہم کم از کم ہندوستان کے مذاہب کا مطالعہ کریں اور ان کے صحیح عقائد جانیں بغیر اس کے تبلیغ کی راہ ان میں نہیں کھل سکتی۔ جس چیز کا پورا پورا علم نہ ہو اس کے متعلق رائے زنی ٹھیک نہیں ہوتی۔ اگر اپنے مد مقابل کی طرف کوئی ایسی بات منسوب کر کے جس کا وہ قائل نہیں نکتہ چینی کی جائے تو اس کا نتیجہ سوائے منافرت کے اور کچھ نہیں ہوگا۔ قلوب کی تسخیر محبت و اتحاد سے ہو سکتی ہے اس کے لئے ایک دوسرے کو جاننے کی کوشش کرنی چاہیئے میں اس کوشش میں ہوں کہ ہندوستان کے جملہ اہل مذاہب کے عقائد ان کی مسلّمہ کتابوں یا مقتدا پیشواؤں سے لکھوا کر شائع کروں۔ فی الحال میں مورتی پوجا کے متعلق سناتن دھرم کا نقطۂ خیال بتانا چاہتا ہوں۔ تاکہ ہم موحدین ان باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے۔ حکمت و موعظت سے سناتن دھرمیوں پر ان کی غلطی واضح کر سکیں۔

شِو راتری کا تیوہار سناتن دھرمی بھی مناتے ہیں اور آریہ سماج والے بھی۔ سناتن دھرمی تو شِو پوجا کرتے ہیں۔ اور آریہ اس لئے خوشی کرتے ہیں کہ مول شنکر (جو آخری سوامی دیانند جی مہاراج کہلائے) نے چودہ برس کی عمر میں شِو مندر میں دیکھا۔ کہ چوہا آیا اور مورتی سے مٹھائی اٹھا کر لے گیا تب وہ سمجھے کہ جس پر چوہا ناچ رہا ہے اور مٹھائی اٹھائے لئے جاتا ہے وہ کس طرح معبود انسان ہو سکتا ہے۔ اسپر ان کے مذہبی خیالات میں ایسا تغیر ہوا کہ مورتی پوجا کے کھنڈن پر کمر باندھ لی۔ سناتن دھرمیوں کا جواب سُنئے:۔

جواب اوّل۔ شِو جی کا بیٹا گنیش ہے اور گنیش چوہے پر سواری کرتا ہے۔ شِو راتری کی رات جب ساری دنیا برت میں مست تھی اگر گنیش جی کی سواری (چوہا) بھی چند چاولوں کے دانے یا پرشاد اٹھا کر لے گیا تو شِو بھنڈار میں کیا کمی تھی اسلئے سوامی دیانند کا اعتراض ٹھیک نہیں ہے۔ (سناتن دھرم پرچارک)

جواب دوم۔ سماج کی لائبریری میں وید کے پستک ہیں اگر بدقسمتی سے کوئی پرانے خیالات کا دہرماتما پرس اس پر پھول اور پتاشے چڑھا دے اور مکھیاں ان میں سے اپنا حصہ لے لیں تو بس پھر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہ معلوم کتنے مول شنکر پیدا ہو جائینگے کیوں جی! ویدوں میں دیا پک ایشور جب مکھیوں کو نہیں ہٹا سکتا تو ہمارا کیا خاک فائدہ کریگا۔

(۲) وہ کون سنگدل باپ ہوگا۔ جو اپنے بچے کو صرف اسلئے طمانچہ مار دے کہ اس نے اس سے ایک پیڑا چھین کر مُنہ میں ڈال لیا۔ بھگوان شِو جگت کا پتا ہے تمام مخلوق اُس کی اولاد ہے اگر ایک چوہے نے اپنے پتا سے ایک پیڑا چھین کر کھا لیا تو کیا غضب کر دیا۔

جواب سوم۔ یہ اعتراض کہ جو شِو جی چوہے کو نہیں پکڑ سکے وہ مجھے کیا پھل دینگے کاش آریہ سماجی کم سے کم ہی خیال کرتے کہ جس پرماتما نے یہ جگت بنایا لاکھوں ناستک اس کا کھنڈن کرتے ہیں۔ اور برملا پرماتما کو بُرے ناموں سے یاد کرتے ہیں پر بھو فوراً ان کو سزا کیوں نہیں دیتا حقیقت یہ ہے کہ سوامی دیانند جی نے بوجہ بچے ہونے کے اسوقت یہ خیال نہیں کیا۔ کہ یہ ایک مورتی ہے جس کے ذریعہ شِو جی کا دھیان کیا جاتا ہے۔ جیسے وید بھگوان ایک مقدس پستک ہے جس سے پرماتما کا علم ہوتا ہے پرنتو اگر کوئی نالائق وید کی ہتک کرتا ہے یعنی وید پر پاؤں رکھ دیتا ہے تو اس سے ایشور یہ علم کا کوئی قصور نہیں اس طرح اگر ایک چوہا چند دانے لے گیا تو شِو بھگوان کی عظمت میں کیا فرق پڑا۔

(سناتن دھرم پرچارک)

ان جوابات پر ہمیں کوئی ریمارک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تو ایک خاص واقعہ کا جواب ہے عام مورتی پوجا کا فلسفہ بھی سُن لیجئے۔

۱۔ ہر ایک چیز پہلے بنتی ہے پھر وہ پرورش پاتی ہے اور آخر فنا ہوتی ہے انہی تینوں کی تین اعلیٰ طاقتیں ہندوؤں میں برہما۔ بشن۔ شِو کے نام سے بتلائی جاتی ہیں۔ یہ تین طاقتیں ہیں جن سے دنیا بنتی۔ پرورش پاتی اور فنا ہوتی ہے اگرچہ یہ الگ الگ بتلائی جاتی ہیں مگر امر واقعہ یہ ہے کہ انہی تینوں طاقتوں کا مجموعہ وہ طاقت ہے کہ جس کے زیر اہتمام ساری دنیا کام کرتی ہے ×× ان تین طاقتوں کی تین تصویریں ہندوؤں نے بنائی ہیں جن میں ایک تصویر شِو جی مہاراج کی ہے یہ شکل جو نظر آتی ہے۔ اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو تمام دنیا میں اس کا سلسلہ پایا جاتا ہے اگر ایک معتقد ہندو شِو راتری کو شِو جی کا پوجاری بن کر وہ تمام صفات جو شِو جی میں ہیں اپنے اندر لانے کی کوشش کرتا ہے اور اس شخص کا اتنا تصور اپنے سامنے لاتا ہے کہ محویت کے نظارے میں غلطاں ہو جاتا ہے تب وقت آجاتا ہے کہ اس کا اعتقاد شو پوجا کے ذریعے اس میں وہ طاقت پیدا کرتا ہی کہ جو شِو میں ہے

۲۔ مسلمانوں کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ ہندوؤں کی پوجا کے طریق کو ان معنوں میں نہ لے کر جو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوؤں میں ہیں ہندوؤں کو بُت پرست قرار دیں۔ بت پرستی کئی قسم کی ہے۔ پہلی قسم یہ ہے کہ خدا یا خدا کے کلام کا ادب کسی ایسی شکل میں یا صورت میں کیا جائے کہ جو صورت یا شکل اسلیئے قابل تعظیم ہو گئی ہے کہ اس میں خدا کا کلام ہے دوسری صورت یہ کہ وہ شکل کسی اوتار کی ہو اور وہ اوتار خدا کا ہے تیسری صورت یہ کہ دنیا کے تمام پدارتھوں یا شکلوں میں چند ایسی شکلوں کا اپنے اعتقاد کے موافق بنا لینا یا سمجھ لینا اور پھر اس کی پوجا کر کے اس کی عزت قدرتی طور سے اپنے سامنے رکھنا سو ہندوؤں میں یہ پوجا تینوں صورتوں میں پائی جاتی ہے۔ کوئی ہندو بُت کی پوجا نہیں کرتا بلکہ اس شکل کی پوجا کرتا ہے کہ جو اس کے پیارے کی شکل میں ہے۔

مسلمان اگرچہ پوجن سے انکار کریں۔ مگر اس امر سے کبھی بھی کوئی منصف انکار نہیں کر سکتا کہ مسلمانوں کے مکہ شریف میں جس کو کئی ہندو میکشور ناتھ کہ سکتے ہیں۔ ایک ایسی پیاری تصویر موجود ہے کہ جس کو چومنا حاجی صاحبان لازمی قرار دیتے ہیں۔ یعنی مکّہ شریف میں ایک کالا پتھّر ہے جس کا نام سنگ اسود بتلایا جاتا ہے۔ ایک شخص دریافت کر سکتا ہے کہ سنگ اسود کو کیوں چوما جاتا ہے خیر پورے معنوں میں نہ سہی کسی نہ کسی صورت میں شِو پوجا یا دیو پوجا ضرور مسلمانوں کے کعبہ شریف میں بھی پائی جاتی ہے۔ اور کئی لوگ تو یہاں تک کہ سکتے ہیں کہ کبھی وہ وقت تھا جبکہ عرب میں شِو پوجا ہوا کرتی تھی“

مورتی پوجا کے فلسفہ کی نسبت تو کچھ کہنا اس مضمون کے موضوع سے خارج ہے۔ البتہ آخری الزام کا دفعیہ ضروری ہے۔ خانہ کعبہ خالص خدا کی عبادت کے لئے بنایا گیا تھا۔ اور یہ بالکل غلط ہے کہ شِو پوجا کے لئے اسکی بناء ہوئی البتہ بعد میں نا اہلوں اور نادانوں نے غلطی سے بُت بھر دیئے لیکن آخر خانہ کعبہ بتوں سے صاف کر دیا گیا۔ مشرکین بھی یہی تاویل کرتے تھے۔ وَمَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (ہم ان کی پوجا نہیں کرتے بلکہ ان کے ذریعہ تقرب چاہتے ہیں) مگر خانہ کعبہ کی بناء تو ایک اللہ کی بندگی کے لئے ہوئی تھی چنانچہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ لوگوں کے لئے پہلا گھر جو عبادتگاہ خدائے واحد ٹھیرایا گیا وہ شہر مکّہ میں ہے۔ پھر اسکے بانی کی دعائیں پڑھئے جو جناب خداوندی میں کی گئیں اس سے ان خواہشات کا پتہ چلتا ہے جو اسکے دل میں تھیں۔ عرض کیا جاتا ہے:۔ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِىْ وَبَنِىَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ۔ اے میرے ربّ اس شہر کو امن والا بنا دے اور مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی پرستش سے بچائیو ان شواہد کی موجودگی میں مکّہ معظّمہ کا نام میکشور ناتھ رکھنا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور بُت پرستی کام کرنا ٹھہرانا ایک زیادتی ہے باقی رہا حجر اسود کا چومنا۔ سو اوّل تو کوئی ہمیں یہ بتائے۔ کہ کسی چیز کا چومنا اس کی پرستش پر دلالت کرتا ہے ایک ہندو بھی اپنے بچہ کو چومتا ہے تو کیا وہ اس کی پوجا کرتا ہے دوم یہ بوسہ دینا کوئی ارکان حج میں سے نہیں۔ جو ایسا نہ کرے حج اس کا بھی ہو جاتا ہے حضرت عمرؓ نے صاف کہہ دیا تھا۔ کہ تو محض ایک پتھر ہے۔ البتہ وہ ایک یادگار ہے۔ اور اس اعتبار سے نشان خداوندی کہ اسکے ذریعے وہ پیشگوئی یاد آتی ہے جو بائیبل میں ہے ملاحظہ ہو

زبور ۱۱۸ "میں تیری حمد و ثنا کروں گا تو نے میری سن لی اور میری نجات ہو وہ پتھر جسے معماروں نے رد کیا۔ کونے کا سرا ہو گیا ہے یہ خداوند سے ہوا جو ہماری نظروں میں عجیب ہے"

بنی اسرائیل بھی سمجھتے تھے کہ بنی اسمٰعیل پر خدا کی نظر رحمت نہیں اب ان میں نبی مبعوث نہ ہوگا مگر حضرت ابراہیمؑ کی دعاء کے مطابق ان میں سے آخری نبی عظیم الشان نبی مبعوث ہوا۔ اور دنیا کی ساری قوموں کو اسکی آستانۂ قدس پر جھکنا پڑا۔ تب یہ کلام پورا ہوا کہ وہ پتھر جسے راجگیروں نے رد کیا وہ کونہ کا سرا بن گیا۔ اس پیشگوئی کو یاد رکھنے کے لئے ایک پتھر کونہ پر رکھا گیا تھا جو اب تک پڑا ہے اور قوموں کو یاد دلاتا ہے۔ کہ وہ پتھر جو رد کیا گیا تھا آخر کونہ کا سرا ہو اور دانیال باب ۲ آیت ۴۴ کے مطابق ایک پہاڑ بن گیا جو اس پر گرا وہ بھی چکنا چور ہوا اور جس پر وہ گرا وہ بھی ریزہ ریزہ ہو گیا۔

پس تصویری زبان میں یہ اس پیشگوئی کو محفوظ رکھنے والا پتھر بطور یادگار نصب ہے۔ حج کی عبادت میں اس کا چومنا کوئی رُکن نہیں۔ اسلام کا دامن مورتی پوجا سے بالکل پاک ہے ہم تو ایک خدا کی عبادت کرنے والے ہیں۔ اور اسکے لئے کوئی تصویر یا بُت بنانا اسکی ہتک سمجھتے ہیں"

"خانہ کعبہ کا پتھر یعنی حجر اسود ایک روحانی امر کے لئے نمونہ قائم کیا گیا ہے۔

اس طریق میں کوئی شرک نہیں۔ ایک دوست جانی کا خط پا کر بھی اسکو چومتا ہے۔ کوئی مسلمان خانہ کعبہ کی پرستش نہیں کرتا۔ اور نہ حجر اسود سے مرادیں مانگتا ہے۔ بلکہ صرف خدا کا قرار دادہ ایک جسمانی نمونہ سمجھا جاتا ہے وبس۔ جس طرح ہم زمین پر سجدہ کرتے ہیں۔ ایسا ہی ہم حجر اسود کو بوسہ دیتے ہیں۔ وہ بوسہ اس پتھر کے لئے نہیں پتھر تو پتھر ہے جو نہ کسی کو نفع دے سکتا ہے نہ نقصان مگر اس محبوب کے ہاتھ کا ہے جس نے اسکو اپنے آستانے کا نمونہ ٹھہرایا۔ (چشمہ معرفت صفحہ ۹۳ مسیح موعودؑ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دنیا ظہور صادق کیلئے بیتاب

تمام انبیاء کرام آخری زمانے میں ایک انسان کامل کے ظہور کی پیشگوئی کرتے آئے ہیں۔ اور پھر مختلف قوموں کے سیاسی لیڈر اور رہنما اپنے اپنے نقطۂ خیال کے مطابق اس بات کے امیدوار ہیں کہ ہمارا نجات دہندہ پیدا ہو چنانچہ جیون تتؔ سے مندرجہ ذیل اقتباس میرے قول کی تصدیق کر رہا ہے۔

(۱) سکھوں کے آخری مشہور گورو شری گوبند سنگھ صاحب نے اِس ظہور کے بارے میں یہ فرمایا ہے:۔

"نہہ کلنک جد آویگا۔ تواں واک سنا دیگا"

یعنی جب اِس دُنیا میں نش کلنک یا سچے پُورن پوتر دیو کا ظہور ہوگا تب وہ دھرم کے بارے میں نئے تتوّں کا پرچار کرینگے۔

(۲) کلکتہ کے مرحوم رائے بہادر نراندرا ناتھ سین نے اپنے روزانہ اخبار "انڈین مرر" کلکتہ مورخہ ۱۴ر اکتوبر سنہ ۱۹۰۹ء میں لکھا تھا:۔

"آج کل کا زمانہ گویا نیچ حیوانی زندگی کا زمانہ ہے۔۔۔۔۔۔۔ اور یہ جگ لوگوں کی ایسی فنا کی حالت سے مُکتی کے لئے ایک اوتار کے ظاہر ہونے کی آرزو کر رہا ہے"

(۳) ہندوستان کے مشہور بنگالی شاعر ڈاکٹر رونیدر وناتھ ٹھاکر صاحب نے ایک جگہ لکھا ہے:۔

"کون جانتا ہے۔ کہ ایشیا کی انتہائی مشرقی اُفق پر ایسے سورج کا پرکاش نہیں ہو چکا ہے۔ اور ایسا دن ابھی بھی نہیں چڑھ چکا ہے۔ (یعنی کوئی ایسا ظہور ہو چکا ہے)۔۔۔۔۔۔۔ کہ جو ہر دو تمام دُنیا کو اپنی روشنی سے منوّر کر دیگا"

(۴) مسٹر جے۔ ایچ میور صاحب نے اپنی کتاب یعنی علم الاخلاق اور تعلیم کے صفحہ ۹ پر یہ ظاہر کیا ہے:۔

"ہمیں سچے نجات دہندہ کی ضرورت ہے۔ ہاں ایک ایسے نجات دہندہ کی جو کہ ہمیں اُن بیڑیوں سے آزاد کرے۔ کہ جن میں ہم بچپن سے ہی جکڑے جاتے ہیں"

(۵) مسٹر فلپ ٹامسن صاحب نے رسالہ "پالٹی دسٹ ریویو" بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۱۹ء میں ایک آرٹیکل کے دوران میں یہ لکھا ہے:۔

"روشن دماغ انسان پُرانے دقیانوسی مذہب سے بہت آگے بڑھ گئے ہیں"۔۔۔۔۔ مشاہدہ اور سوچ بچار کی طاقتوں کا ٹھیک استعمال کر کے اب ہمارے لئے ان کے مسائل پر یقین کرنا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ممکن نہیں رہا۔

(۶) مرحوم پروفیسر ڈبلیو چیمبرز صاحب نے یہ لکھا ہے:۔

"انسانوں کو جس چیز کی بڑی ضرورت ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اُن کے عقیدوں کو توڑ پھوڑ کر انکی بخوبی چھان بین کی جاوے۔ اور سائینس کی شمال مغربی ہوا اُن میں داخل ہو کر اُنکی مریضانہ اور وحشی پن کی حالت کو دُور کرے"۔

دیکھو پروفیسر جے آرتھر ٹامسن صاحب ایم۔اے کی کتاب سائینس کی تمہید صفحہ ۲۲۴)

(۷) ڈاکٹر پال ڈیسکورس صاحب نے رسالہ پارٹی دسٹ ریویو بابت ماہ جون ۱۹۲۰ء میں یہ تحریر کیا ہے:۔

"دنیا کی حالت کو بہتر کرنیکا اس سے بڑھکر کوئی طریقہ نہیں۔ کہ ایسا مذہب ظاہر یا نشوونما ہو کہ جو سائینس پر مبنی ہو۔ اور جس کا مقصد اس دنیا میں انسان کی اخلاقی اور مادی بہتری کرنا ہو"

(۸) مسٹر ڈبلیو جیکل صاحب ایم۔اے نے اپنی کتاب یعنی "ناقابل اعتبار بائیبل" کے صفحہ ۲۶۵ پر یہ رقم کیا ہے:۔

"تمام سوچ بچار رکھنے والے لوگوں کے سامنے یہ امر قطعی صاف ہے۔ کہ ہمیں ایک نئے مذہب کی ضرورت ہے" اور پھر آگے چلکر انہوں نے اس کے صفحہ ۲۶۶ پر یہ لکھا ہے:۔

"ہماری امید ہندوستان سے ہی پوری ہو گی"

اب دیکھنا یہ ہے کہ دنیا کی امیدیں۔ نبیوں کی پیشگوئیاں کس وجود باجود سے پوری ہوئیں اور کون خالق و مخلوق کا درمیانی واسطہ ہو کر آیا۔ جس نے ایک طرف بچھڑی ہوئی دنیا کو اپنے مولیٰ سے ملایا اور دوسری طرف طرح طرح کی مشکلوں میں پھنسنے والوں کو قیدِ محن سے چھڑایا۔ قسم قسم کے گناہوں سے بچایا۔ اور جنّت کا رستہ دکھایا زمانہ کوئی لاثانی ظہور سوائے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے نہیں پیش کر سکتا جو پہلے فرستادگانِ باری تعالےٰ کے نمونے پر آیا اور جس نے ہمیں اس راہ پر چلایا جو منعم علیہم کی راہ تھی اور جس پر چلکر ہم سے پہلوں نے فائدہ اُٹھایا اور ہم بھی ان کے قدم بقدم چلکر اقصیٰ مراتب کمالات انسانی حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ خیال کہ کوئی انسان پیدا ہونیوالا تھا جو اپنے آپکو دوسرے انسانوں کیلئے معبود قرار دیگا ایک نہایت ہی ذلیل خیال ہے۔ ایک انسان کی اس سے بڑھکر ہتک نہیں کہ وہ دوسرے انسان کے سامنے سجدہ عبودیت بجالائے اسکی پوجا کرے جو کمالات ایک انسان حاصل کر سکتا ہے وہ دوسرے کے لئے ناممکن نہیں۔ اور یہ راہ صرف اسلام میں کھلی ہے۔ جس نے اپنی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ذات باری تعالےٰ

خلاصہ تقریر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی

بر جلسہ سالانہ دسمبر ۱۹۲۱ء

—— .:(نمبر ۲):. ——

سوال اب سوال ہوتا ہے۔ کہ اللہ کیا ہے؟

جواب اہل یورپ میں سے بعض کا خیال ہے۔ کہ اللہ نے دنیا کو پیدا کیا ہے۔ پھر اُسے چھوڑ دیا اور معطّل ہو گیا۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ قانون قدرت کیوجہ سے معطّل ہو گیا ہے۔ اور وہ اپنے آپکو ظاہر بھی کرتا ہے۔ آئندہ یعنی اگلے جہان کے متعلق انکا خیال ہے۔ چونکہ اس نے پیدا کیا ہے۔ اور اخلاق بھی پیدا کیئے ہیں۔ اسلیئے وہ جزا دیگا ٭

مذاہب کا اللہ کے متعلق عقیدہ مسیحی عقیدہ یہ ہے۔ کہ تین اقنوم ہیں۔ جو تینوں ملکر ایک اور ایک کے تین بھی ہو جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ خدا عادل اور رحیم تھا عادل ہونیکے لحاظ سے گناہ نہیں معاف کر سکتا تھا۔ اور رحیم ہونیکی وجہ سے سزا دینا اس کی شان کے شایاں نہ تھا اس لئے دنیا میں اسکے بیٹے کے آنیکی ضرورت پیش آئی جو آیا اور صلیب دیا گیا اور لوگوں کے گناہوں کے بدلے کفارہ ہو گیا۔ تو اس عقیدہ سے لازم آئیگا کہ انسان خدا تعالیٰ کے حضور کتنی بھی توبہ کرے اور ناک رگڑتا رہے۔ وہ کبھی معاف نہیں کریگا۔ تو وہ رحیم کیسے ہوا حالانکہ ہم ایسی حالت میں لوگوں کے قصور معاف کر دیا کرتے ہیں۔ پھر مسیح کی بیان کی ہوئی تمثیل سے کفارہ باطل ثابت ہوتا ہے۔

زرتشتیوں کا عقیدہ دوسرا عقیدہ زرتشتیوں کا ہے کہ روشنی خدا تعالیٰ کی طرف سے آئی اور تاریکی شیطان کی طرف سے۔ تو ان کے عقیدے میں تمام تکلیف دہ چیزیں شیطان نے پیدا کی ہیں۔ خدا تعالیٰ اپنے فرشتے بھیجتا ہے جو انکو دور کرتے ہیں۔ اس میں پہلا نقص تو یہ ہے۔ کہ شیطان کو خدا تعالیٰ کا شریک ماننا پڑیگا۔ اور دنیا کے اکثر حصے کا وہ خالق ہوگا۔ کیونکہ اکثر چیزوں کے ہمیں فوائد معلوم نہیں ہیں۔ دوسرے بہت سی ایسی اچھی چیزیں ہیں۔ جو اندھیرے کی بدولت ہیں مثلاً اندھیرا نہ ہوتا اور ہماری آنکھیں نور ہی میں رہتیں تو خراب ہو جاتیں اسی طرح بہت سے غلے اور

ترکاریاں ہیں۔ جو اندھیرے میں بڑھتے ہیں پس شیطان ہی کی وجہ سے ہمیں سب اچھی چیزیں میسّر ہوئیں۔ اس طرح پر شیطان کا حق بندگی نعوذ باللہ خدا سے بھی بڑھکر ہو جاتا ہے *

ہندوؤں کا خدا تعالیٰ کے متعلق عقیدہ ہندو مانتے ہیں۔ کہ خدا نے نو جنم لئے۔ وہ اوتاروں کو غلط صورت میں مانتے ہیں جسمانیات میں خدا تعالیٰ کو محدود و مقید ماننا بڑی بھاری غلطی ہے *

آریوں کا عقیدہ آریوں کا عقیدہ ہے۔ کہ دنیا کو خدا تعالیٰ نے پیدا نہیں کیا۔ پس انہوں نے وہ کمالات جو دنیا کے پیدا کرنے سے خدا تعالیٰ کی طرف منسوب ہوتے تھے چھین لئے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ رازق رہا نہ حفیظ۔ نہ کوئی اور صفات اس میں پائی جاتی ہیں۔ یہ الزام بھی بہت سخت خطرناک ہے۔

اسلام میں خدا تعالیٰ کے متعلق عقیدہ ان کے مقابلے میں اسلام یہ کہتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی ہستی اپنے وجود میں دوسروں کی محتاج نہیں۔ محدود نہیں۔ وہ بلند ہے لیکن نہیں کہہ سکتے کہ وہ نیچے نہیں وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا۔ اس کے اوپر ہماری مادی باتوں کا اثر نہیں۔ نہ ہماری دُوری نزدیکی کا اس پر اثر ہے۔ اور جو کچھ یہ دنیا میں ہے اسکا ظہور ہے۔ وہ ہے اور نہیں کہہ سکتے کہ وہ ہم سے نزدیک ہے۔ وہ نزدیک ہے نہیں کہہ سکتے کہ وہ ہم سے دُور ہے *

سوال کیا اس کی کوئی صورت بھی ہے ؟

جواب اسکی کوئی صورت نہیں۔ کیونکہ صورت کے معنی حدبندی کے ہیں۔ اور وہ لامحدود ہے *

سوال حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ ایک شخص اپنے غلام کو مار رہا ہے تو آپ نے فرمایا تو کیوں مارتا ہے انّ اللہ خلق اٰدم علےٰ صورتہٖ پس خدا تعالیٰ کی صورت کا احترام کرنا چاہیئے اس حدیث میں صورت سے کیا مراد ہے ؟

جواب صورت کے معنی دو ہیں پہلے۔ صورت کے معنی عربی زبان میں وصف کے ہیں یعنی آدم کو اپنی صفات کے ساتھ خدا تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ جیسے فرمایا وعلّم اٰدم الاسماء کلھا۔ یعنی خدا تعالیٰ نے انسان کو دماغ دیا ہے جس میں یہ طاقت رکھی ہے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کی صفات کا ظہور بن سکے۔ اور وہ شخص مُنہ پر مار رہا تھا۔ اور منہ دماغ کا ایک پردہ اور اسکے اردگرد کی جگہ ہے۔ اور اس پر مارنے سے دماغ کو صدمہ پہنچتا ہے اور قلب کی حرکات اور طاقتیں دماغ کی وجہ سے صادر ہوتی ہیں۔ پس اسلئے آپ نے مُنہ پر مارنے سے روکا *

دوسرے معنی یہ ہیں۔ کہ آدم کو اسکی شکل پر بنایا۔ یعنی جیسی انسان کے لئے صورت مناسب ہو سکتی تھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عطا کی۔ تو اس صورت میں اسکے معنی یہ ہیں۔ کہ آپ ڈانٹتے ہیں۔ کہ اے مارنیوالے کیا تو چاہتا ہے کہ تو اسکی ناک وغیرہ توڑ ڈالے اور اس کی شکل بگاڑ دے حالانکہ خدا نے اسکے مناسب حال اُسے صورت دی ہے۔

سوال | آپ نے تو خدا کو اتنا وراء الوراء کیا کہ بالکل غائب ہی کر دیا۔ کیا ہم اس کی حقیقت سمجھ بھی سکتے ہیں؟

جواب | اس کی ذات اور حقیقت کو کوئی نہیں پا سکتا۔ کیونکہ جو کسی چیز کی حقیقت کو معلوم کر لیتا ہے تو وہ اسے خلق کر سکتا ہے۔ ہمارا اس کی حقیقت کو معلوم کرنا اس بات کو مستلزم ہے کہ ہم اسے پیدا کر سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ذات تو الگ رہی انسان اپنی حقیقت بھی نہیں سمجھ سکتا۔ باوجود تمام علمی ترقیوں کے انسان کی حقیقت معلوم نہ ہو سکی۔ حدیث میں آتا ہے کلکم فی ذات اللہ حمقیٰ یعنی خدا کی ذات تمہاری سمجھ میں آ ہی نہیں سکتی۔

خدا تعالیٰ نے اپنی حقیقت کو ظاہر کرنیکے لئے تمام حقیقتوں کو مخفی کر دیا۔ دنیا میں کسی چیز کی بھی حقیقت معلوم نہیں ہو سکتی۔ مثلاً میز ہے۔ تو اسکی چوڑائی شکل وغیرہ ہمارے سامنے ہے۔ اس کی حقیقت معلوم نہیں۔ پس خدا تعالیٰ نے اپنے آپکو ظاہر کرنے کے لئے تمام چیزوں کی حقائق کو غائب کر دیا۔

سوال | پھر ہمیں اس کا علم کیسے ہو؟

جواب | الہام کے ذریعہ پتہ دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار کہ تم نہیں پا سکتے تو ہم تمہارے پاس خود اپنا پیغام بھیجیں گے۔ اور خود تمہارے پاس پہنچینگے

سوال | ہستی پر ایمان لانیکا طریق اور اسکے ذرائع کیا ہیں؟

جواب | تین طریق پر کسی چیز کی معرفت حاصل کیجاتی ہے۔ ایک طریق تو یہ ہے کہ پکڑ کر دکھا دیا جاتا ہے مثلاً کوئی کہے کہ سیف اللہ آیا ہے جس شخص نے پہلے دیکھا نہ ہو تو وہ کہیگا کون تو اس کو پکڑ کر دکھا دیا جائیگا۔ دوسرا طریق بعض وقت کسی چیز کی معرفت حاصل کرنیکے لئے اس چیز کی بناوٹ کو پیش کرتے ہیں۔ تیسرے۔ بعض وقت اس کی صفات بیان کر دیا کرتے ہیں۔ مثلاً نور ہے اس کی تشریح صفات سے ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی شناخت صفات کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔

سوال | یہ ہستی ایک ہی ہے یا اور بھی ہیں؟

جواب | خدا تعالیٰ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور ایسی ہستیاں دو ہو ہی نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سکتیں۔ کیونکہ محیط کل نہیں ہو سکتیں۔

سوال جب خدا تعالیٰ ایک ہی ہے۔ تو شرک سے کیا مراد ہے؟

جواب یاد رکھنا چاہیئے کہ جیسے ہستی باری تعالیٰ کا مسئلہ سمجھنے میں تفصیل ہوتی ہے ویسے ہی شرک کے لئے بھی تفصیل کی ضرورت ہے۔ متقدمین نے جو بعض باتیں شرک نہیں تھیں۔ انکو شرک قرار دیدیا اور بعض باتیں جو شرک میں داخل تھیں انکو نظر انداز کر دیا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ انہوں نے شرک کی تعریف کرنی چاہی۔ حالانکہ انکو اسکی تشریح کرنی چاہیئے تھی۔

اقسام شرک میرے نزدیک شرک سات قسموں میں منقسم ہے اور ان اقسام سے کوئی قسم شرک کی باہر نہیں رہتی اور وہ یہ ہیں:۔

(۱) وہ اعمال اور افعال جو مختلف اقوام میں انتہائی اور حد درجہ کی عاجزی اور انکساری کے لئے استعمال کئے گئے ہیں انکو خدا تعالیٰ کے سوا کسی کے لئے بجا لانا۔ مثلاً انتہائی تذلل اور ادب کا طریق سجدہ ہے پس یہ خدا تعالیٰ کے لئے ہونا چاہیئے۔ اسی طرح رکوع اور تشہد کی حالت جو بعض اقوام میں انتہائی درجہ کا تذلّل اور ادب ہے۔ غیر اللہ کے لئے نہیں ہے۔

(۲) ظاہری اسباب پر بھروسہ کرنا کہ میری سب ضروریات ان سے پوری ہو جائینگی۔

(۳) وہ صفات جو خدا تعالیٰ کے سوا کسی میں نہیں پائی جاتیں وہ مخلوق میں سے کسی کو دیدینا۔ مثلاً کسی کو ممیت محیی رازق۔ خالق قرار دینا۔

(۴) کسی چیز یا کسی شخص کی نسبت خیال کرنا کہ بغیر قانون قدرت پر چلنے کے اس نے کام کر دینا ہے۔ سوائے ایک طریق کے کہ دعا مانگ کر خدا سے کام کروا دے۔

(۵) یہ سمجھ لینا کہ کسی بندے سے خدا تعالیٰ کو ایسی محبت ہے۔ کہ وہ اسکی ہر ایک بات مان لیتا ہے۔ اور کبھی رد نہیں کرتا۔ تو اس طرح اُسے بھی خدا ماننا پڑیگا۔

(۶) کسی ایسی چیز کی نسبت جسے خاص کرنے کے لئے قانون قدرت نے کوئی خاص طاقت نہیں دی۔ یہ یقین کر لینا۔ کہ اُسے خدا تعالیٰ نے خاص طاقت دی ہے۔ اور اسکے ذریعہ سے کام کرانیکی کوشش کرنا۔

(۷) تمام ایسے اعمال جو مشرکانہ رسوم کا نشان ہیں۔ گو وہ اب شرک کی مناسبت نہ رکھتے ہوں ان کا اب بلا ضرورت طبعی کرنا شرک میں داخل ہے۔ مثلاً پہلے قبروں پر دیا جلانیکی ایک رسم تھی۔ اب اگر کوئی شخص بلا ضرورت طبعی کے قبر پر رسم قدیمہ کے مطابق دیا جلا آوے تو یہ بھی شرک میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

داخل ہے۔

شرک کا مسئلہ نہایت آسان اور مشکل بھی ہے۔ اگر اسے فلسفیانہ طریق پر لیا جائے تو بہت گہرا چلا جاتا ہے۔ آسان طریق یہی ہے جو بتایا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے شرک کی تردید کو فطرت میں ودیعت کیا ہے۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے جو طاقتیں دینی تھیں وہ دیدیں۔ اب جو طاقت دینی ہو وہ اپنے ہاتھ میں رکھی ہے۔ تا اس کی طرف توجہ ہو۔

دوسرے سے دعا کروانا شرک نہیں

دوسروں سے دعا کروانا بھی شرک ہو جاتا اگر اس میں حکمت نہ ہوتی رہنماؤں کی طرف توجہ دلانے کے لئے جن کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ ان سے دعائیں منگوانے کے لئے لوگوں کو توجہ دلائی۔ اور استغناء کے پہلو کو بھی مدنظر رکھا کہ ہر ایک دعا قبول نہ کی۔

ساری دعائیں قبول نہ ہونے میں حکمت

اس سے یہ نکتہ بھی حل ہو جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ ساری دعائیں کیوں قبول نہیں کرتا۔ اگر کسی کی ساری دعائیں قبول ہوتیں تو شرک لازم آتا۔

کیا مردے دعائیں کرتے ہیں؟

مردے جیسا کہ احادیث میں آتا ہے سنتے ہیں۔ لیکن وہ دعائیں نہیں کرتے چاہے وہ بڑے ہی کیوں نہ ہوں۔ جیسے آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد حضرت ابو بکرؓ سے دعا کروائی گئی نہ کہ آنحضرت صلعم سے۔ اِلّا ماشاء اللہ ایک استثناء ہے کہ کبھی کشف میں ایک مردے کو زندہ کے پاس لایا جاتا ہے۔ زندہ شخص اس وفات یافتہ سے کہتا ہے دعا کرو۔ تو وہ دعا کرتا ہے۔ مُردوں نے اس طریق پر دعائیں کی ہیں۔ یہ بھی درحقیقت خدا ہی کی طرف سے ہے۔

شرک کے خلاف کونسی دلیل انسب ہے

یہ بحث کہ غیر اللہ کو سجدہ کرنا کیوں شرک ہے۔ لمبی چلی جاتی ہے۔ قرآن مجید نے ایک ایسی بات لی ہے۔ جس سے شرک کی جڑ بنیاد ہی اکھڑ جاتی ہے۔ فرمایا:۔ ان ھی الا اسماء سمیتموھا انتم و اٰباؤکم ما انزل اللہ بھا من سلطان ان یتبعون الا الظن وما تھوی الانفس (النجم ع)

شریک بنانا تمہارے تو اختیار میں ہے نہیں۔ پس تم کوئی ایسی دلیل پیش کرو کہ یہ طاقتیں خدا تعالیٰ نے انہیں دی ہیں اور ان کی عبادت کا حکم دیا ہے دوسری بحثوں میں پڑنے کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ضرورت نہیں۔ کیونکہ ان الحکم الا للہ تو مسلم ہے۔ اسی طرح فرمایا ھذا خلق اللہ فارونی ماذا خلق الذین من دونہ (لقمان ع ۱) اس میں بھی شرک کا رد کردیا۔

خدا تعالیٰ کو شرک کیوں ناپسند ہے ایک وجہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ غیور ہے اور اس کی غیرت بھی اعلیٰ صفات سے ہے۔ شرک سے اس کی عزت بھڑکتی ہے۔

دوسری وجہ یہ کہ بندوں پر رحم اور مہربانی کی وجہ سے شرک کو خدا تعالیٰ نے ناپسند کیا۔ کیونکہ اگر زیادہ معبود ہوتے۔ تو لوگ کم ہمتی اور سستی کی وجہ سے نیچے ہی بیٹھے رہتے۔ اور اوپر کی طرف ترقی نہ کرسکتے۔ اور لقاء الٰہی سے محروم رہ جاتے۔ پس شرک کو اسلئے ناپسند کیا تا انسان لقاء الٰہی حاصل کرسکے۔

تیسری وجہ یہ ہے۔ کہ شرک ماننے سے خدا تعالیٰ اور بندے کے درمیان حجاب آجائیگا۔ وہ خدا تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکیگا۔ اور خدا تعالیٰ نے سب بندوں کو بلحاظ بندے ہونیکے مساوی رکھا ہے۔ ان میں تفاوت بلحاظ اعمال کے پڑتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کی محبت نے پسند نہ کیا کہ کمزور بندہ اور اسکے درمیان حجاب ہوجائے۔

سوال پھر نبیوں اور خلفاء کی اطاعت کی کیا ضرورت ہے۔

جواب انکی اطاعت کے معنی یہ ہیں۔ کہ وہ اس راستہ سے واقف ہیں۔ وہ جس طرح تمہیں رستہ بتاتے ہیں اسپر چلو۔ وہ تمہارے اور خدا کے درمیان واسطہ نہیں۔ کیونکہ توسط کے تو یہ معنی ہیں۔ کہ اگر اس سے اجازت لو تو تب جاسکتے ہو ورنہ نہیں۔ رسول اور پیغمبر واسطہ نہیں ہوتے بلکہ رہبر ہوتے ہیں۔ حضرت مجدد سرہندی نے بھی یہی مضمون بیان کیا تھا جب کہا

پنجہ در پنجہ خدا دارم ✣ من چہ پروائے مصطفےٰ دارم

ورنہ ایسا بزرگ گستاخی کے طور پر ایسے کلمات نہیں کہہ سکتا۔ فرمایا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تو رہبر ہیں۔ انکی اطاعت ضروری ہے اور وہ ہمارے اور خدا کے درمیان واسطہ نہیں ہیں۔

پس شرک کو اسلئے ناپسند کیا کہ ہم وہ آئینہ ہیں۔ جسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خدا کی طرف اُٹھائے لئے جارہے ہیں۔ جس طرح جس آئینہ پر گرد پڑے وہ توڑ دیا جاتا ہے۔ اسی طرح جب ہمارے قلب پر بھی گرد ہو۔ تو خدا تعالیٰ بھی اُسے توڑ دیتا ہے۔ جیسے خاوند اپنی بیوی سے تعلق رکھتا ہے۔ اور جو اس سے اور اسکے ہیں۔ انہی سے بیوی کو تعلق رکھنے کی اجازت دیتا ہے اسی طرح خدا تعالیٰ بھی اپنے اور ان سے جو اسکے بندے ہیں تعلق رکھنے کی اجازت دیتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صفات الٰہیہ کیا ہیں؟ صفات الٰہیہ وہ اسماء حسنہ ہیں۔ جن کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ بندے سے تعلق اور اپنا تنزّہ اور وراء الوراء ہونا ثابت کرتا ہے۔ یا اپنے قرب کا نقشہ کھینچا کرتا ہے۔ فرمایا:- اللہ لا الٰہ الا ھو لہ الاسماء الحسنیٰ (طٰہٰ ع) اور ھو اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الملک القدوس السلام المؤمن المھیمن العزیز الجبار المتکبر سبحان اللہ عما یشرکون۔ ھو اللہ الخالق البارئ المصور لہ الاسماء الحسنیٰ۔ یسبح لہ ما فی السموات والارض وھو العزیز الحکیم (حشر ع ۳) پس خدا تعالیٰ کی صفات ربّ۔ رحمان۔ رحیم۔ مالک یوم الدین۔ سمیع۔ مجیب وغیرہ ہیں۔

سوال کیا ہم اچھا نام سمجھ کے خدا تعالیٰ کا وہ نام رکھ سکتے ہیں؟

جواب نہیں۔ کیونکہ اس میں بڑی غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ جیسے فرمایا:- وللہ الاسماء الحسنیٰ وذروا الذین یلحدون فی اسمائہ سیجزون ما کانوا یعملون (اعراف ع ۲۲) اپنی طرف سے نام بناتے ٹھیک نہیں کیونکہ انسان ایک چیز کو اچھی سمجھتا ہے لیکن وہ درحقیقت خراب ہوتی ہے۔ جیسے مثنوی مولانا روم میں ایک واقعہ لکھا ہے۔ کہ کسی واعظ نے خدا کے متعلق وعظ کیا۔ ایک گڈریا جس نے وہ وعظ سنا تھا حضرت موسیٰ ؑ اسکے پاس سے گذرے تو وہ کہہ رہا تھا۔ کہ اے خدا اگر تو مجھے ملجائے تو میں تجھے دودھ پلاؤں۔ تیرے کپڑے صاف کروں وغیرہ (وعظ ایسا ہوگا) حضرت موسیٰ ؑ نے اُسے ڈانٹا کہ خدا تعالیٰ کے متعلق ایسی باتیں کر رہا ہے۔ اسکے بعد خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ ؑ کو فرمایا کہ تُو نے میرے بندے کا کیوں دل توڑا۔

اسی طرح ہندوؤں میں خیال ہے۔ کہ خدا جب سو جاتا ہے۔ تو لچھمی اس کے پاؤں سہلاتی ہے۔

اسی طرح عیسائیوں میں ایسے ناٹک ہیں جن میں مسیح کے صلیب دیئے جانیکا واقعہ اور پھر ایک شخص کا خدا کی طرف جانا اور اس کا کہنا کہ اے خدا اُٹھ تجھے کچھ خبر ہے کہ تیرے بیٹے کو صلیب دیا جاتا ہے یہ واقعہ دکھایا جاتا ہے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے:- وما قدروا اللہ حق قدرہ۔ پس اسماء وہی رہنے چاہئیں جو خدا تعالیٰ نے بتا دیئے ہیں۔

سوال جب ہم عقل سے نہ بنائیں۔ تو وہ باتیں جو خدا تعالیٰ نے اپنے متعلق بیان فرمائی ہیں۔ ان سے صفات نکال سکتے ہیں یا نہیں؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جواب میرے نزدیک یہ بھی ٹھیک نہیں۔ کیونکہ بعض صفات شرائط کے ساتھ مشروط ہوتی ہیں مثلاً یضل بہ کثیراً ایک جگہ بیان کیا ہے اور دوسری جگہ فرمایا ہے وما یضل بہ الا الفاسقین۔ پس یہ فعل شرائط کے ساتھ مشروط بیان ہوا ہے اسلئے یا مضل نہیں کہہ سکتے۔ ایسے ایسے خدا تعالیٰ کے نام نہیں بن سکتے خدا تعالیٰ کے نام وہی ہو سکتے ہیں جو خدا تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال کیئے ہیں کیونکہ انکو بھی خدا تعالیٰ نے بتائے ہیں یا جس پر انکے علاوہ خدا تعالیٰ کوئی نام ظاہر کرے۔

صفات الٰہی کی اقسام صفات الٰہیہ چار قسم کی ہیں اوّل وہ صفات جن میں خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا ذکر ہے۔ اور وہ تین قسم کی ہیں۔

(۱) قدرتی ابتدائی۔ جیسے مادہ پیدا کرنا۔

(۲) دوسری قدرت دنیا پیدا کرنا۔

(۳) جو ایصال خیر یا ایصال شر پر دلالت کرتی ہیں۔

دوسری صفات جن میں اپنے منزّہ ہونیکا ثبوت دیتا ہے۔ کہ مجھ میں فلاں باتیں نہیں پائی جاتیں یعنی عیب سے بریت کا اظہار ہے۔

تیسری صفات۔ جن میں ذاتی حُسن کا بیان کرتا ہے۔

چوتھی صفات جن میں اپنے وراء الوراء ہونیکا اظہار ہے جیسے ھو الظاھر والباطن یعنی ہماری جنس سے بالکل باہر ہے اور لیس کمثلہ شیءٌ کا مصداق ہے۔

سوال صفت سے کیا مراد ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ محبت کرتا ہے یا غضب میں آتا ہے۔ تو کیا وہ ہماری طرح غضب یا محبت کرتا ہے۔ یا کسی اور طریق پر۔

جواب وہ ہماری طرح نہیں کرتا بلکہ اس سے سمجھانا مدّ نظر ہے۔ کہ تم غضب پیدا ہونیکے وقت جو کرتے ہو۔ وہی خدا تعالیٰ بھی کرتا ہے لیکن وہ کیفیات مثلاً دوران خون وغیرہ اس میں پیدا نہیں ہوتیں۔ اسی طرح خدا تعالیٰ میں محبت کرنے کے وقت شوق اور رغبت اور دوران خون کے جذبات نہیں ہوتے۔ گویا ظہور صفات میں اشتراک ہے وجود صفات میں نہیں۔

سوال کیا اب بھی خدا تعالیٰ ان صفات کو جاری کرتا ہے یا نہیں ؟

جواب جاری ہیں بند نہیں۔

سوال کیا ان صفات کے سوا جو قرآن مجید و احادیث میں بیان ہوئی ہیں۔ خدا تعالیٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی اور صفات بھی ہیں۔

جواب اس کی صفات اس کی ذات کی طرح لامحدود ہیں۔ قرآن مجید میں تو ان صفات کا ذکر ہے۔ جو دنیا میں انسان سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس کا ثبوت یہ دعا بھی ہے جس میں فرمایا ہے۔ اللّٰھمّ انّی اسألك باسمٍ سمّیت بہٖ نفسك او انزلتہ فی کتابك او علّمتہ لاحد من عبادك ؛

ظہور صفات کے متعلق بعض شبہات کا ردّ (۱) دو صفتیں ایک احدیت دوسری خالقیت جو ملی جلی ہیں کو دیکھ کر ایک شبہ پڑتا ہے۔ اور مسلمان بھی اس خیال میں مبتلا ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ خدا کا احد ہونا وسیع ہے۔ اور دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ خلق بغیر مادہ کے نہیں ہوتی۔ اس لئے ہر جگہ خدا ہی خدا ہے اور اگر ایسا نہ مانیں تو وجود میں شریک ماننا پڑیگا۔ اور اس کی مثال یہ دیتے ہیں جیسے حباب پانی پر۔ اور یہ فقیر لوگ وحدت وجودی ہیں ؛

جواب جو مثال انہوں نے دی ہے وہی انکار کر دیتی ہے کیونکہ حباب میں بھی تو ایک دوسری چیز جو ہوا ہے داخل ہو گئی ہے۔ اسی طرح خدا کے سوا کوئی اور ماننا پڑیگا ؛

وحدت وجودیوں کے دلائل پہلی دلیل لا الٰہ الا اللہ اسکے معنی ہیں کہ خدا کے سوا کچھ نہیں۔ اور جو لوگ معبود من دون اللہ قرار دیتے تھے وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ اجعل الاٰلھۃ الٰھا واحدا۔ کہ یہ تو تمام معبودوں کو ایک معبود قرار دیتا ہے ؛

دوسری دلیل۔ نحن اقرب الیہ من حبل الورید (ق ع) پس مطلق شکل زیادہ قریب ہوتی ہے بہ نسبت مقید کے ؛

تیسری دلیل۔ لِلّٰہ یسجد من فی السّمٰوات والارض پس بت اگر خدا نہیں ہیں تو من فی السّمٰوات والارض کیسے خدا کو سجدہ کرتے ہیں۔ اگر کہو شرک کیوں ہے تو وہ کہتے ہیں کہ شرک اس لئے ہے کہ وہ بتوں کو خدا کے سوا کوئی اور چیز سمجھے ہوئے ہیں۔ اگر انہی کو خدا سمجھیں تو شرک نہیں ہے ؛

جواب عربی زبان میں الٰہ کے معنی معبود کے ہیں خواہ جھوٹا ہو یا سچا۔ تو اپنا مطلب ثابت کرنے کے لئے انہوں نے یہ معنی کیئے ہیں۔ کہ سوائے خدا کے معبود نہیں ہے۔ حالانکہ اسکے معنی یہ ہیں۔ کہ سوائے اللہ کے کوئی حقیقی معبود نہیں ہے۔ اگر کوئی کہے کہ دونو ہی معنی اللہ کے ہیں تو یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ عربی زبان میں اللہ اسے کہتے ہیں جس کی عبادت کی جائے

اور عبادت کے معنی انتہائی تذلل کے ہیں۔ اور انتہائی تذلل ایک ہی کے لئے ہو سکتا ہے ؎

دوسری آیت کے معنی یہ ہیں۔ کہ سب معبودوں کو مٹا کر ایک کو معبود قرار دیدیا ہے جعل کے معنی قرار دینے کے ہیں ؎

تیسری بات یہ کہنا کہ مطلق مقید سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ باطل ہے۔ کیونکہ قریب ہونا بتاتا ہے کہ وہ غیر چیز ہے ؎

حبل الورید کے قرب سے کیا مراد ہے

حبل الورید وہ ورید ہے جو خون کو سر کی طرف لیجاتی ہے جس کے ذریعہ سے دماغ کام کرتا ہے کیونکہ دماغ بغیر خون کے کام نہیں کرتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ انسان تجھے ہمیشہ وسوسہ گذرتا ہے۔ کہ میں کیا کروں تو فرمایا۔ کہ اے انسان ہم نے تجھے پیدا کیا ہے۔ وساوس میں پڑتا ہے۔ حبل الورید کے خالق کی طرف کیوں توجہ نہیں کرتا ؎

وحدت وجود ماننے والوں کی تیسری دلیل کا جواب

ہر ایک چیز کی فرمانبرداری کے یہ معنی ہیں۔ کہ جو کام ان کے بتائے ہیں وہ دے رہی ہیں مثلاً انسان کو پیدا کیا اسکو زبان دی تاکہ میٹھا وغیرہ چکھے۔ وہ چکھتی ہے۔ یہ نہیں ہے کہ جب انسان چاہے کہ وہ چکھنے کا کام نہ دے تو نہ دے اور جب چاہے دے۔ پھر انکے خلاف بہت سی آیات ہیں۔ مثلاً

(۱) لیس کمثلہ شئ (شوریٰ) کہ خدا تعالیٰ سے کوئی شئے مشابہت نہیں رکھتی۔ اگر خدا کے سوا کوئی چیز ہی نہیں تو یہ کیسے کہا جا سکتا ہے۔

(۲) فانھم عدو لی الا اللہ (   ) اگر وہی الٰہ اللہ تھے۔ تو اسکے معنی یہ ہونگے کہ مقید شکل میں تو دشمن اور مطلق میں دوست ہیں!۔

(۳) قل افغیر اللہ تامرونی اعبد ایھا الجاھلون (زمر ع)

(۴) ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم (انعام ع۱۳)

(۵) والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئا وھم یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون (نحل ع۲)

مذکورہ بالا آیات سے ظاہر ہے۔ کہ معبودان باطلہ خدا تعالیٰ کے علاوہ ہیں۔ خود خدا تعالیٰ نہیں۔

اعتراض پھر وحدت وجود ماننے والے کہتے ہیں۔ کہ جس چیز کا خیال نہیں آسکتا اسکو مان نہیں سکتے۔ پس خدا کا تصور بھی آنا چاہیئے۔ ہمارا ایمان اسی لئے کامل ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کو مقید دیکھ لیتے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پہلا جواب اس طرح تو بُت پرستوں کا ایمان کامل اکمل ہوگا۔ اگر کہو کہ وہ غیر اللہ سمجھ کے پرستش کرتے ہیں۔ تو تم عین اللہ سمجھ کے کرتے ہو۔

دوسرا جواب ایمان کے لئے تصوّر کی ضرورت نہیں۔ اگر کہو تصوّر سے مراد اسکی صورت ہے۔ تو اس کی کوئی شکل نہیں۔ اگر کہو مراد اس سے علم ہے۔ تو علم بغیر شکل کے ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں کہا۔ کہ میری شکلیں بنا کر ذہن میں لایا کرو۔ بلکہ یہ فرمایا ہے۔ کہ میری صفات کو جانو۔

تیسرا جواب تمام اشیاء تصوّر سے معلوم نہیں ہوتیں۔ بلکہ کبھی آثار سے معلوم ہوتی ہیں جیسے غصّہ کا خیال۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی ربوبیت اور رحمانیت کا پتہ آثار سے لگا سکتے ہیں۔ فرق یہ ہے۔ کہ تم بے ادبی سے اس کا نام ہی خدا رکھتے ہو۔ ہم ادب سے اسکو علیحدہ مانتے ہیں۔

پھر اندرونی ہیجان اور جذبات بھی اس بات کا ثبوت دیتے ہیں۔ مثلاً جب اللہ کا نام لیتے ہیں تو وہ صفات جنکا اثر ہمارے اندر ہوتا ہے۔ بے اختیار ہمارے مُنہ سے نکل جاتی ہیں۔ خدا تعالیٰ رحیم ہے یا غفور ہے یا ستّار یا قادر ہے وغیرہ۔

سوال پھر وہ کہتے ہیں۔ کہ اگر تصوّر نہ کروگے تو رؤیت باری کا مسئلہ باطل ہو جائیگا؟

جواب اگر تو تمام چیزیں واقعہ میں خدا ہیں تو رؤیت کا انکار نہیں ہم دیکھ رہے ہیں۔ رؤیت کا یہاں تعلق نہیں پھر ہم کہتے ہیں۔ کہ بقید شکلوں کے علاوہ بھی خدا تعالیٰ کی صفات مجسم ہو کر ہمیں جلوہ دکھا دیتی ہیں۔

در اصل یہ مسئلہ کہاں سے آیا اصل اس مسئلہ کی خالقیت سے انکار ہے۔ پہلے فلسفیوں میں یہ مسئلہ آیا۔ کہ عدم سے کیسے چیز بنی۔ پھر صوفیا میں چلا۔ اور انہوں نے کہا۔ خدا تعالےٰ کا ہر طرف جلوہ ہے۔ مگر ان کی کتب پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ محققین یہ نہیں مانتے۔ بلکہ ان کا یہ کلام تشبیہی ہوتا ہے۔ اصل میں وہ خدا کو اور۔ اور اپنے آپکو اور سمجھتے ہیں۔

لوگوں کی اس عقیدہ کے لحاظ سے اقسام یہ چار قسم کے لوگ ہیں۔

(۱) بعض کہتے ہیں۔ کہ خدا بندہ سے علاوہ ہے۔ اور اس کے ہاتھ پاؤں وغیرہ مانتے ہیں انکو مجسّمیہ کہتے ہیں۔

(۲) ایک فرقہ اہلحدیث کا ہے جو ظاہر کی طرف گئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کیا ہے یہ سوال کہ کہاں سے پیدا کیا ہے اسکی ضرورت نہیں۔

(۳) تیسرا گروہ ہے جن کا یہ خیال ہے۔ کہ عدم کے آئینہ پر خدا تعالیٰ نے اپنی صفات کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انعکاس کیا ہے۔ وہ نقش اور عکس مخلوق ہے۔ لیکن اس پر یہ سوال پڑتا ہے کہ جس پر وہ عکس پڑا وہ کوئی چیز تھی یا نہیں کیونکہ عدم پر تو عکس نہیں پڑ سکتا۔

(۴) حق یہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا کنہ معلوم نہیں ہے۔ ہاں کتاب یہ بتاتی ہے کہ خدا کی کلام نے تمثل کیا۔ یا کہیں کہ خدا نے ہمیں پیدا کیا۔ اور یہ کہ کہاں سے پیدا کیا ہمیں اس بحث میں پڑنیکی ضرورت نہیں ہے۔

عدم تھا موجود ہو گیا

عدم سے وجود غلط ہے ہم کہتے ہیں۔ پہلے عدم تھا پھر موجود ہو گیا۔ یہ کہ کہاں سے آیا اسے خدا تعالیٰ جانتا ہے۔ قاعدہ ہے۔ کہ بعض ایسی چیزیں ہوتی ہیں۔ کہ ہمیں سمجھ نہیں آتیں۔ لیکن ان کے صحیح ہونیکی وجہ سے مان لیتے ہیں۔

مادہ مخلوق ہے

آریہ کہتے ہیں کہ مادہ قدیم ہے سو اگر ہم مادہ مخلوق ثابت کر دیں تو یہ اعتراض نہیں پڑیگا۔ سو اس مسئلہ کی حد برآری کرنیکے لئے ضروری ہے کہ کوئی ایسی جگہ تلاش کریں۔ جسپر متخاصمین متفق ہوں۔ وہ حدیں لے لیتے ہیں جیسے جریب کش کھیتوں میں کیا کرتے ہیں۔ فریقین خدا تعالیٰ کو علیم مانتے ہیں۔ اور علم کامل کے یہی معنی ہوتے ہیں۔ کہ اس چیز کو بنا سکیں پس اگر خدا تعالیٰ کو مادہ کا خالق نہ مانیں تو علیم نہیں ہو سکتا۔ اس طرح پر متفقہ حد سے جب ہم نے زنجیر پیمائش متنازعہ شئے کی طرف رکھی تو خالق ثابت ہوا۔

اسی طرح صفت مالکیت ہے اس سے بھی مادہ مخلوق ثابت ہوا ورنہ حقیقی مالک نہیں ہو سکتا اسی طرح قدرت ہے۔ اور مادہ کا بنانا بھی اعلیٰ قسم کا کام ہے پس کامل قدیر تب ہو سکتا ہے جبکہ مادہ کو مخلوق مانا جائے۔ پھر اسی طرح خدا تعالیٰ کا رحیم و عادل ہونا مانا تو ہم نے یہ کہا کہ اگر وہ خالق نہیں تھا تو اسکو جوڑنیکی کیا ضرورت پیش آئی تھی اور کس نے کہا تھا بناؤ۔ اور پھر اس نے سزا وغیرہ کیوں دی۔ اب بھی کوئی نہ مانے تو اس کا اختیار ہے۔ چاروں متفقہ حدوں سے جریب کو لگایا تو فیصلہ ہمارے حق میں نکلا۔ اسپر بھی اگر کوئی نہ مانے تو اسکی مرضی۔

اعتراض

جیسے احدیت اور خالقیت پر اعتراض ہوا تھا ایسے ہی رحم اور عدل پر بھی کہتے ہیں۔ کہ جو اچھی چیز خدا مادہ سے بنا سکا بنا دی۔ پھر بعض نے تو قدرت سے جواب دیدیا ہے اور کہا ہے کہ مصالح محدود تھا اسلئے اس نے یوں پیدا کیا اور بعض نے کہا ہے کہ چینٹے وغیرہ کا پیدا ہونا اس طرح ہے کہ ارواح سے قصور ہوتے ہیں اسلئے جونوں میں چکر کھا رہے ہیں اسکو اہل یورپ اور دوسروں نے بھی تسلیم کیا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پہلا جواب دنیا میں رحم بھی نظر آتا ہے یا نہیں اگر آتا ہے تو اس کا رحیم ہونا بھی ثابت ہو گیا۔ تو یہ معلوم کرنا رہ گیا کہ رحم کس وجہ سے ہوا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وما من دابة فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیه الا امم امثالکم ما فرطنا فی الکتاب من شیء ثم الی ربهم یحشرون (انعام ع ۴) فرمایا مضرتوں کے لئے ہی نہیں پیدا کی گئیں بلکہ فائدہ اور نفع کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔

دوسرا جواب اختلاف امیر و غریب ہونیکا تناسخ کی وجہ سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ ایک حکمت کے ماتحت تقسیم کرتا ہے۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہمیں دس روپے کیوں دیئے ہیں اور زیادہ کیوں نہیں دیئے۔ کیونکہ اس کا دس دینا بھی رحیمیت کا ثبوت ہے پس کم دینا ظلم نہیں ہو سکتا مثلاً ایک فقیر مانگے اور اُسے ہم ایک روپیہ دیں تو وہ یہ نہیں کہیگا۔ کہ آپنے دس کیوں نہیں دیئے۔

تیسرا جواب مضرت والی چیزیں اسلیئے ساتھ لگا دیں۔ تا معلوم ہو۔ کہ کون شاکر ہے اور کون شاکر نہیں۔

چوتھا جواب جب انسان پر مصیبتیں آتی ہیں۔ تو خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ یہ سب ڈرانے کی چیزیں ہیں۔ اور یہ صراط مستقیم پر چلانے کے لئے بطور ڈنڈے کے ہیں۔ اور ڈر پیدا کرنے کے لئے ہیں۔ اگر کہو کہ آدمی کو شیر کھا گیا تو اُسے ڈر کیسے پیدا ہوا۔ یہ تو ایسا معاملہ ہوا۔ جیسا کہ کسی نے کہا ہے۔ کہ کسی کی جان گئی اور آپ کی ادا ٹھیری۔ جواب یہ ہے۔ کہ اگر اس آدمی نے مرتے وقت توبہ کر لی تو جنت میں چلا گیا اور اگر توبہ نہ کی تو اُسے مرنا ہی چاہیئے تھا۔

پانچواں جواب اگر ایسی باتیں نہ ہوتیں تو خدا تعالیٰ کے شدید العقاب ہونیکا کیا ثبوت ملتا۔ پس ان کی بات تو شتر مرغ کے لطیفہ کی طرح ہے۔ کہ اگر اسے کہا اُڑو تو کہا کہ کبھی شتر اڑا کرتے ہیں۔ اور اگر اسپر لادنے لگے تو کہا کہ مرغوں پر کبھی لادا کرتے ہیں۔ اگر صرف رحیم مانیں تو اس کا شدید العقاب ہونا باطل ہو جائیگا ۔

چھٹا جواب عسر اور یسر میں گذرتے ہوئے صبر سے کام لینا ہی خدا تعالیٰ کے قرب کا موجب ہے اور یہی ترقیات کی راہ ہے۔ اور اگر عسر و یسر نہ ہوتا۔ تو امتحانوں میں انسان نہ پڑ سکتا۔ تو وہ انعام کا بھی مستحق نہ ہوتا۔

سوال بعض کہتے ہیں کہ جنکے رشتہ دار مر جائیں وہ کیا کہتے ہونگے ؟

جواب جو ماننے والے ہیں وہ کہینگے کہ خدا کا جلال ظاہر کرنے کے لئے مر گیا۔ اور جو نہیں مانتے تو وہ مانا ہی نہیں کرتے۔ وہ خدا کو کیا کہہ سکتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سوال دنیا میں زلزلے آتے ہیں۔ اور کئی آدمی انکے نیچے آکر مر جاتے ہیں انکا کیا فائدہ ہے؟

جواب زلزلوں میں فوائد ہیں۔ دنیا بسنے کے قابل ہی زلزلوں سے ہوئی ہے۔ زلزلوں سے پہاڑ وغیرہ بنتے ہیں۔

انبیاءؑ کے وقت میں زلزلے آنے میں حکمت انبیاءؑ کے وقت میں زلزلے اسلئے آتے ہیں تا انکے دشمن تبہ ہوں۔ اور آگے کے لئے وہ زمین قیام کی جگہ بنے۔

پھر ایسے لوگوں کو مرنیوالے تو نظر آتے ہیں۔ لیکن جو ہزارہا خوشیوں میں بستے ہیں انکی طرف غور نہیں کرتے۔

سوال بیماری کیوں آتی ہے اگر خدا ہے تو بیماری کو نہیں ہونا چاہیئے تھا؟

جواب بیماری کیا ہے۔ بیماری یہ ہے کہ جسم میں بیرونی چیز کی زیادتی کا ہو جانا جو فضلہ کہلاتا ہے۔ بعض نے کہا ہے۔ کہ جن اشیاء سے جسم بنا ہے۔ ان اشیاء سے کسی شے کا کم ہو جانا بیماری ہے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ تاثیر سے بیماری پیدا ہوتی ہے۔ یعنی جو لوگوں سے مل جلکر ہوا خراب ہوتی ہے تو وہ سانس کے ذریعہ اندر جاتی ہے اس سے انسان بیمار ہو جاتا ہے۔

سوال فضلہ کیوں بڑھ گیا؟

جواب ہم نے جسم میں کوئی ایسی چیز ڈال لی جو اسکے مطابق نہ تھی۔

بیماری نہ ہونے میں نقصان بیماری نہ ہونے کے تو یہ معنی ہونگے کہ جتنا بھی فضلہ انسان میں ہو تا وہ سما جاتا۔ اس طرح تو ایک آدمی ساری دنیا کی روٹیاں کھا جاتا۔ اگر کہو کہ اسے طاقت ہی زیادہ کھانے کی نہ دیجاتی یا ایک فرشتہ مقرر ہوتا کہ جو وقت زیادہ کھانے لگتا تو اسوقت اسکا ہاتھ پکڑ لیتا۔ تو یہ رحم کے خلاف ہوتا۔ غرضیکہ بیماری نہ ہونے میں انسان کو زیادہ تکلیف ہوتی۔ دوسرے بیماری خارجی اثروں سے پیدا ہوتی ہے مثلاً سردی سے گردوں میں درد ہوتا ہے۔ تو اگر ایسا نہ ہوتا تو انسان ایسا ہونا چاہیئے تھا کہ یہ سردی و گرمی محسوس نہ کر سکتا۔ تو پھر گرم گرم سالن اور ٹھنڈی برف اور پہاڑوں کے سیر وغیرہ کا کچھ مزا نہ ہوتا۔ یہانتک کہ حواس خمسہ کا ہی تعطّل ماننا پڑتا۔ اور پتھر کی طرح ہونا کوئی بھی پسند نہیں کرتا۔ پس بیماری کیا ہے۔ وہ چیزیں جو اسکے مزے کیلئے بنائی تھیں انکے بد استعمال کرنے کو بیماری کہتے ہیں؛

پھر ایک یہ بھی سوال ہوگا۔ کہ ہنروں اور پیشوں میں بھی تکلیفیں ہوتی ہیں۔ تو اس طرح تمام ہنر بھی اُڑا دئے جائینگے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا۔ کہ تمام چیزیں خود بخود مہیا ہو جاتیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر لڑکے کی خواہش ہوتی تو جھٹ پیٹ سے نکل آتا۔ اور اس کی والدہ اس کا کُرتا بچپن کی حالت کا بنواتی۔ تو وہ جھٹ جوان ہو جاتا۔ پھر داڑھی والا بن جاتا علیٰ ہذا القیاس باقی اشیاء بھی تو ایک تماشا ہو جاتا۔

پھر ایک سوال یہ بھی ہوگا۔ کہ موت میں بھی تو تکلیف ہوتی ہے۔ یہ بھی نہیں آنی چاہیئے۔ تو اگر سب زندہ رہتے۔ اور نسلیں پیدا ہوتی رہتیں۔ تو تنگ آکر خود مرنیکی خواہش کرتے۔

اعتراض کیا جب تمہارا کوئی مرجاتا ہے۔ تو الحمدللہ کہا کرتے ہو یا تکلیف محسوس کیا کرتے ہو۔ اسی طرح جب بیمار ہو جاؤ۔ تو علاج کے لئے کیوں دوڑا کرتے ہو۔ معلوم ہوا۔ کہ تم اسے بُرا مانتے ہو

پہلا جواب ہم نے یہ نہیں کہا کہ بیماری سے تکلیف نہیں ہوتی۔ بلکہ ہم نے کہا ہے کہ اگر بیماری نہ ہوتی۔ تو زیادہ تکلیف ہوتی۔

دوسرا جواب مصائب تین قسم کے ہیں:-

ایک خلاف قانون قدرت کام کرنے کی وجہ سے آتی ہیں۔ دوسری گناہوں کی سزا میں تیسری اتفاقی ہر تکلیف پر ہمارا افسوس کرنا بھی ایک اعلیٰ درجہ کی بات ہے۔ کیونکہ جب مصیبت آئیگی تو ہم دیکھینگے کہ آیا خدا ہم پر ناراض تو نہیں ہے۔ اگر ناراض ہوگا اور ہم نے کوئی گناہ کیا ہوگا تو توبہ اور استغفار کرینگے۔

پھر افسوس اور چیز ہے اور انجام اور چیز۔ مثلاً آنکھ میں ڈاکٹر سے دوائی ڈلوانے کے وقت تکلیف ہوتی ہے۔ لیکن نتیجہ اچھا ہوتا ہے۔ ہم درمیانی تکلیف پر افسوس کرتے ہیں۔ نہ نتیجہ پر۔

سوال جانوروں کو خدا تعالیٰ کیوں تکلیف میں ڈالتا ہے مثلاً بکریوں کو شیر کھاتے ہیں۔ چڑیوں کو باز پکڑ لیتے ہیں؟

جواب خدا تعالیٰ کسی کے عمل کو ضائع نہیں کرتا اس عالم کا ذرہ ذرہ کام میں لگا ہوا ہے۔ اور ہر ایک کو خدا تعالیٰ اسکا بدلہ دیگا اور دے رہا ہے۔ ممکن ہے کہ ایک ذرہ اعلیٰ درجہ کا کام کر رہا ہو اور وہ نباتات میں ہو اور اسے بکری کھالے اور وہ ذبح ہو۔ اور پھر آنحضرت صلعم جیسا مبارک وجود اُسے کھائے تو بتاییئے۔ وہ کتنی ترقی پر پہنچ گیا۔

پھر دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ یہ قانون جاری ہے کہ اعلیٰ درجہ کی چیز زیادہ دیر تک قائم رہتی ہے۔ اور اسکو جزا بھی اچھی ملتی ہے۔ اسی لئے انسان اپنی قربانیوں کی وجہ سے ابدی زندگی دیا جاتا ہے۔ ذرّات بھی اپنی خدمات کی وجہ سے ترقی کے مستحق ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وما من دابة فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیه الا امم امثالکم۔ اس آیت سے معلوم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوتا ہے کہ انکو بھی جزا و سزا ملیگی۔ اور پھر حدیث میں آتا ہے کہ جلحاء یعنی وہ بکری جس کے سر پر سینگ نہیں ہیں۔ عقصاء سینگ والی بکری سے اگر اس نے اسے مارا ہے قیامت کے دن بدلہ لیگی۔ پس تمام روحیں اپنے اپنے مقام کے مطابق جزائیں پائینگی۔ انسان چونکہ کامل الصفات خدا تعالیٰ کا مظہر ہے۔ اس لئے اسکو ابدی جزا دیجائیگی۔

سوال | خدا تعالیٰ جب غنی ہے۔ تو ہمیں کیوں پیدا کیا۔ کیا وہ ہمارا محتاج ہے؟

پہلا جواب | سوچنا چاہیئے کہ کیا فقیر امیر کو محتاج کہ سکتا ہے۔ کہ اگر میں نہ ہوتا تو تو امیر نہ ہوتا۔ اگر ایسے کہا جا سکتا ہے۔ تو انسان بھی کہ سکتا ہے۔ لیکن کوئی فقیر ایسا نہیں کہیگا کہ مجھے انعام دینے والا محتاج ہے۔ پھر خدا کو کیسے محتاج کہا جا سکتا ہے۔

دوسرا جواب | احتیاج ہمیشہ مستقل وجود کی طرف ہوتی ہے۔ نہ کہ مستقل وجود میں۔ پس اسے احتیاج نہیں کہتے بلکہ اختیار کہتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے چن لیا اور یہ پسندیدہ سمجھا کہ ہم کو پیدا کرے۔

سوال | اگر خدا تعالیٰ قادر مطلق ہے۔ تو کسی چیز کے پیدا کرنے میں دیر کیوں لگاتا ہے۔ زمین و آسمان کے پیدا کرنے میں چھ دن کیوں لگائے؟

پہلا جواب | چھ دن میں نہیں بنایا۔ یہ دن تو زمین و آسمان کے بننے کے بعد چلے ہیں۔ یہاں دن سے خدائی دن مراد ہیں۔ اور وہ ان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون (سجدہ ع) ہزار سال کا اور تعرج الملئکۃ والروح الیہ فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ (معارج ع) پچاس ہزار سال کا ہوتا ہے۔ پس اس حساب سے زمین کئی ہزار سال میں بنائی۔ اور زمین و آسمان قریباً تین لاکھ عرصہ میں بنے۔

دوسرا جواب | واقعہ کا انکار حکمت نہ سمجھنے کی وجہ سے نہیں ہو سکتا۔ سوال حکمت کا ہوگا یعنی یہ کہ دیر سے پیدا کرنے میں حکمت کیا ہے قدرت کا سوال نہیں ہوگا۔

تیسرا جواب | حکمت آہستہ آہستہ پیدا کرنے میں یہ ہے کہ اس کے آس پاس کی چیزیں اس سے لگاؤ اور مناسبت پیدا کر لیں پس یگانگت اور یکرنگی پیدا کرنیکے لئے اس طریق پر پیدا کرتا ہے۔ یہ بندوں کے فائدہ کیلئے ہے نہ اپنی کسی کمزوری کی وجہ سے دوسری غرض یہ بھی تھی۔ کہ خدا تعالیٰ اپنا نقش بندی پر ظاہر کرنا چاہتا تھا۔ اگر یہ جلدی بنجاتا تو درمیانی سلسلوں کا اسے علم نہ ہوتا

چوتھا جواب | سب زمانے اڑا دو۔ اور پھر غور کرو کہ کیا ہوتا سردی کا موسم ہوتا۔ جونہی مرد عورت سے ملتا بچہ پیدا ہو جاتا پھر ملتے۔ اس طرح تو عورت کے لئے مصیبت ہو جاتی۔ اسی طرح دوسری اشیاء میں غور کرو۔ پس آہستہ آہستہ پیدا کرنا ہماری احتیاج کی وجہ سے ہے۔ نہ خدا کی احتیاج کی وجہ سے ۔ (باقی دارد)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کتب خانہ اسکندریہ کے جلانیوالے کون تھے؟

ایک وہ زمانہ تھا کہ اسلام اور پیروان اسلام کی بڑھتی ہوئی رَو کو روکنے کیلئے معاندین کا ٹڈی دل لشکر اس زور سے اُٹھا کہ دیکھنے والے اغیار بھی الامان پکار اُٹھے۔

یہ لشکر اسی مقصد کو لئے ہوئے کمر باندھ کر کھڑا ہوا تھا کہ جس طرح بھی ہو اسلام اور پیروان اسلام کا بکلی استیصال کردے۔ اور دنیا میں اسلام کے نام لیواؤں میں سے ایک بھی باقی نہ رہے۔

لیکن اگر ایسا نہ ہو سکے تو اسلام و پیروان اسلام کے خلاف اس قسم کی باتیں مشہور کردے کہ جنکو سُنتے ہوئے ہر ایک حقیقت حال سے بے خبر انسان ان سے (اسلام و پیروان اسلام) نفرت کرے اور اسلام کی آئندہ ترقی بند ہو جائے۔

لیکن یہ بات تو انہونی تھی کہ خدا کا قائم کردہ پاک سلسلہ ان زمینی لوگوں کے ہاتھوں نیست نابود ہو جائے اور ظلمت و تاریکی کے حامی و دلدادہ اپنے نامبارک مشن میں کامیاب ہوتے نظر آئیں۔ اسلئے ایسے معاندین اپنی پہلی مراد کو نامرادی سے بدلی ہوئی دیکھ کر شرمناک طریق سے پسپا ہوئے۔ اور لگے دوسرے حیلہ کو کامیاب بنانے کی تجاویز سوچنے۔ آخر برسوں کی بحث و تمحیص کے بعد انہوں نے تلوار و سنان تو غلافوں میں ڈالی اور قلم ہاتھ میں لے لیا۔ اور اس قلم ہی سے اسلام اور پیروان اسلام پر لگے اعتراض کرنے۔ یہی نہیں بلکہ ان ”دینداروں“ نے بے بنیاد اتہام اور ناروا الزام لگانے میں بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اور جہاں تک ممکن ہوا ان غلط اور بے سروپا بہتانوں کو فروغ بھی دیا۔ ان کی اس جدو جہد کو دیکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ لوگ اپنے مقصد میں ایک حد تک کامیاب بھی ہوئے۔ مگر کاٹھ کی ہنڈیا کب تک کام دیتی۔ اللہ تعالیٰ نے انہی متعصب لوگوں میں سے چند لوگ ایسے پیدا کردئے جنہوں نے محض تحقیق حق کے لئے اپنے روائتی حسد و بغض اور قومی مفاخرت و طرفداری کو خیرباد کہکر ان الزاموں اور بے بنیاد اتہاموں کی تفتیش کرنا شروع کردی۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں انکی کوشش کا نتیجہ نکل آیا اور دنیا نے دیکھ لیا کہ ان حق پسند محققوں نے مخالفان اسلام کی تلبیسات کا کس طرح بھانڈا پھوڑا ہے۔ اور کس طرح ان کے ناروا الزامات کی دلائل کے ہتھیاروں سے دھجیاں اڑا دی ہیں۔ گو ہمیں اسوقت اتنی فرصت نہیں کہ ہم ان تمام بہتانوں کو نقل کریں جو ان لوگوں نے اسلام اور پیروان اسلام کے بدنام کرنے کے لئے دنیا میں مشتہر کیئے۔ اور نہ ہی اتنا وقت ہے کہ ان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

راستی پسند حق جویان یورپ کی کوششوں کا تمام نتیجہ پیش کریں۔ تاہم بطور نمونہ صرف ایک مشہور بہتان کا ذکر کرتے ہیں جس کے ذریعہ مدت مدید تک یہ لوگ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف لوگوں کو بھڑکاتے اور متنفر بناتے رہے۔ وہ مشہور الزام یا بہتان کیا ہے؟ "کتب خانہ اسکندریہ کی تباہی" یہی وہ شرمناک بہتان ہے جو بے گناہ مسلمانوں کے سر تھوپا گیا۔ بے شک یہی وہ بدترین الزام ہے جس کے ذریعہ یورپ میں مسلمانوں کو بدنام کیا گیا۔ ہاں یہی وہ افترا ہے جس کی دھجیاں خود عیسائی المذہب جویان حقیقت نے اُڑا کر دکھلا دیں۔ اور مسلمانوں کو اپنی بریت ثابت کرنے سے بہت حد تک سبکدوش کر دیا۔ اسوقت یہاں اتنی گنجائش تو نہیں کہ اسکندریہ کے کتب خانہ کی تاریخ اور اُس کی تباہی و بربادی کا پورا حال لکھ سکیں۔ اسجگہ اور اسوقت تو صرف یہی مطلوب ہے کہ اُن بہت سے یوروپین محققین کی اُن آراء میں سے چند ایک ذیل میں لکھدیں جن سے اس کتب خانہ کی بربادی کا الزام مسلمانوں سے قطعی طور پر دور ہو جاتا ہے۔ پس ذیل میں چند رائیں پیش کیجاتی ہیں اُمید ہے کہ ناظرین ہاں خصوصاً اغیار ناظرین ان کا ٹھنڈے دل سے مطالعہ فرمائینگے:۔

پہلی شہادت مشہور و معروف مورخ گبن مصنف تاریخ رومۃ الکبریٰ کی پیش کی جاتی ہے۔ وہ ابوالفرج کی (بناوٹی) روایت نقل کرنے کے بعد باین الفاظ فرماتے ہیں۔ کہ

"میں بجائے اس واقعہ کی اصلیت اور اُسکے نتائج دونوں کے انکار کی طرف بہت مائل ہوں واقعہ بلاشبہ عجیب ہے۔ مورخ (یعنی ابوالفرج) خود کہتا ہے "پڑھو اور تعجب کرو" اور ایک اجنبی (ابوالفرج) کی شہادت جو اُس نے چھٹی صدی کے اختتام پر میڈیا کی حدود میں لکھی ہے نہایت ہی کمزور ہو جاتی ہے جبکہ اُس کے قبل دو مورخ اس واقعہ کے متعلق خاموشی اختیار کرتے ہیں۔ یہ دونوں مورخ عیسائی ہیں اور خاص مصر کے باشندے۔ ان میں سے پہلا پیا ٹر یارک یوٹی چیس ہے جس نے فتح اسکندریہ کا حال مفصل طور سے لکھا ہے۔ نیز وحضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کے یہ سخت احکام اسلام کے اصولوں کے خلاف معلوم ہوتے ہیں۔ وہ صاف کہتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ کی مذہبی کتابیں جو جنگ میں دستیاب ہوئی ہیں وہ ہرگز نہ جلائی جائیں۔ نیز پاک سائینس۔ تاریخ۔ شاعری۔ طب اور فلسفہ کی کتابوں کو بھی مسلمان اپنے کام میں جائز طریقے سے لا سکتے ہیں"

(دیکھو حوالہ کیلئے تاریخ رومن امپائر فتح اسکندریہ طبع جدید صہ ۹۱۲)

صرف یہی ایک شہادت نہیں اور بھی ملاحظہ ہو:-

دوسری شہادت } موسیو رینان کی پیش کی جاتی ہے۔ اس فرانسیسی علامہ نے جو لیکچر اسلام اور علم پر ۱۸۸۳ء میں دیا تھا اُس میں سے ایک فقرہ درج کیا جاتا ہے:-

"اگرچہ کہا جاتا ہے کہ عمرو بن عاص نے اسکندریہ کا کتب خانہ جلادیا لیکن یہ کذب صریح ہے۔ کتب خانہ مذکور اس سے مدتوں پہلے جل چکا تھا"

اور بھی ملاحظہ ہو:-

تیسری شہادت } مشہور و معروف ڈریپر صاحب کی نقل کی جاتی ہے۔ اُمید ہے کہ بے تعصب ہو کر پڑھی جائیگی۔ صاحب موصوف لکھتے ہیں۔ کہ:-

"اِس کتب خانہ کی آدھی کتابیں تو جولیس سیزر نے جلادی تھیں اور باقی اسکندریہ کے پادریوں نے اہتمام سے ضائع کرادیں۔ ...... اور اگر بفرض محال یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ اس وحشیانہ بربادی کے بعد بھی یہ عظیم الشان کتب خانہ بچ رہا تو ہزار سال کی فرسودگی اور شائد تصرف بیجا کے اثر کا مقابلہ کرنے کے بعد اسکی تعداد کتب بہت ہی کم رہ گئی ہوگی۔ اسکے علاوہ ...... ایک ادنیٰ درجہ کا غریب (یحییٰ) نحوی اس مہتم بالشان کتب خانہ کے قائم رکھنے اور چلانے کے مصارف کا کیونکر متکفل ہو سکتا تھا۔ جبکہ بطلیموسیون کے شاہانہ محاصل کا ایک بیش قرار حصہ صرف ہوا کرتا تھا۔ کتب خانہ کے جلنے کی جو مدت (چھ ماہ) بتائی گئی ہے۔ اُس سے کتابوں کی تعداد کا صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا۔ جھلی کے کاغذ سے زیادہ بُرے ایندھن کا ہونا ممکن ہی نہیں۔ اور سمجھ میں نہیں آتا کہ اسکندریہ کے حامیوں نے دوسرا ایندھن چھوڑ کر چرمی اوراق جلانے پسند کئے ہوں جن کی آنچ جیسی تیز ہو سکتی ہے وہ تو ظاہر ہی ہے۔ البتہ چراند کے ہر جگہ پھیل جانے میں شک نہ تھا" (دیکھئے کتاب معرکہ مذہب و سائنس مترجم ایڈیٹر زمیندار صہ ۱۴۷ و ۱۴۹)

چوتھی شہادت } یہی صاحب ایک دوسری جگہ بایں الفاظ رقمطراز ہیں:-

"اِس طرح وہ عظیم الشان اور قدیم کتب خانہ جسکو تاجداران سلسلہ بطلیموسیہ نے جمع کیا تھا اس جاہل اور متعصب (تھافلیس) پادری کے ہاتھوں برباد ہو گیا" (صہ ۷۵)

اُمید ہے کہ پرستاران صلیب اس گواہی کو بے تعصبی سے پڑھینگے۔ اور فائدہ اُٹھائیں گے

پانچویں شہادت } اُس ڈاکٹر گستاولی بان کی درج کی جاتی ہے جو اپنی مشہور کتاب "تمدن عرب" کے سبب کافی شہرت حاصل کر چکا ہے۔ لکھتا ہے کہ:-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"کتب خانہ اسکندریہ کے جلانے کا الزام عمرؓ پر لگایا جاتا ہے۔ اس کی بابت اسی قدر کہوں گا کہ اس قسم کا وحشیانہ فعل عربوں کی اوضاع و عادات کے اسقدر خلاف تھا کہ تعجب ہوتا ہے۔ کہ اس قسم کی مہمل کہانی اتنے دنوں تک رائج رہے اور قبول کی جائے۔ ہمارے زمانہ میں اس واقعہ کی تردید ایسے عمدہ طور پر ہو گئی ہے کہ اس سے زیادہ بحث کی ضرورت نہیں۔ نہایت آسانی کے ساتھ اور بہت ہی صاف اور صریح حوالوں کے ذریعہ سے ثابت ہو سکتا ہے کہ عربوں سے بہت پہلے خود عیسائیوں نے اسکندریہ کے بُت پرستوں کے کتب خانہ کو اُسی اہتمام کے ساتھ برباد کر دیا تھا جس اہتمام کے ساتھ اُنہوں نے اُن کی مُورتیں توڑ ڈالی تھیں۔ اور اس وجہ سے عربوں کے زمانہ میں کتابیں باقی ہی نہ تھیں جو جلائی جاتیں۔" (دیکھو تمدن عرب اُردو ترجمہ)

چھٹی شہادت } اسی مصنف کے مندرجہ ذیل الفاظ ضرور پڑھنے چاہیئیں:۔

"اُس وقت عیسائی شہنشاہ تھوڈوسیس نے نہ کہ حضرت عمرؓ نے جیسا کہ ہم اوپر دکھلا چکے ہیں۔ بُت پرستوں کی تمام عبادت گاہوں اور دیوتاؤں کی مُورتوں اور کتابوں کو نیست و نابود کر دیا۔"

ساتویں شہادت } موسیو سیدیو اپنی مشہور تصنیف "تاریخ عرب" میں یُوں لکھتے ہیں:۔

"بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ عمرو بن عاص نے حضرت عمرؓ سے مشورہ کیا کہ سراپین کا مشہور کتب خانہ جو اسکندریہ میں ہے اس کا کیا کیا جائے۔ حضرت عمرؓ نے یہ کہکر اُس کے جلانے کا حکم دیا کہ "اگر یہ کتابیں قرآن کے مخالف ہیں تو مضر ہیں اور اگر موافق ہیں تو ہم کو اُنکی ضرورت نہیں" لیکن یہ روایت صحت سے دُور ہے۔ کیونکہ یہ ایک وحشیانہ فعل ہے۔ جو اطمینان اور سکون کیحالت میں صادر ہوا یعنی فتنۂ فسخ اسکندریہ کے لٹ جانے کے بعد جیسا کہ اس واقعہ کے بعض راویوں نے لکھا ہے) علاوہ اسکے یہ قول کہ قرآن کے موافق ہونے سے وہ کتابیں بیفائدہ ہیں بالکل ایک احمقانہ قول ہے جسکی نسبت اس مشہور خلیفہ کی طرف نہیں کی جاسکتی جسکی کہ دانائی کو تمام دنیا کی قوموں نے تسلیم کر لیا ہے۔ اسی لئے اس واقعہ کی اُسکے مؤرخین میں سے کسی نے بھی روایت نہیں کی۔ اور اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ ان کتابوں کے جلانے کا حکم حضرت عمرؓ نے دیا تھا تو اُنکی مقدار بہت کم ہوگی (یہ صرف مفروضہ ہے۔ ناقل) کیونکہ اُنکا (کتب خانہ کا) بہت بڑا حصہ بعہد شہنشاہ تھوڈوسیس (عیسائی) ۳۹۰ء میں جل چکا تھا۔"

آٹھویں شہادت } چیمبرس ان سائیکلوپیڈیا کے مؤلف لکھتے ہیں۔ کہ:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"جب جولیس سیزر نے شہر اسکندریہ کا محاصرہ کیا تو کتب خانہ کا بہت بڑا حصہ جل گیا۔ لیکن شاہ براکاسیس نے ملکہ کلیوپیٹرا کو اپنا کتب خانہ دیکر کتب خانہ اسکندریہ کو پھر اپنی پہلی صورت پر آباد کرایا۔ یہ کتب خانہ تھیوڈوسیس اعظم کے زمانہ تک رہا۔ جب اس (عیسائی) شہنشاہ نے تمام ملک میں بُت پرستوں کے عبادت خانوں کے منہدم کردینے کا حکم دیا تو انکے ساتھ سراپیس کا ہیکل بھی جہاں یہ کتب خانہ تھا منہدم کردیا گیا۔ اور ۳۹۱ء میں کتب خانہ میں آگ لگادی یہ کتب خانہ عربوں نے نہیں جلایا۔ جیسا کہ اُن پر جھوٹا الزام لگایا جاتا ہے۔

کم از کم یہ قصہ نہایت بیہودہ طور سے مبالغہ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے"

(ملاحظہ ہو چیمبرز انسائیکلوپیڈیا جلد اوّل صفحہ ۱۳۱)

نویں شہادت } جارج واٹ اور جیمس اہلویر کی تصنیف "جرائم یورپ"

"اہل یورپ (روم) نے بُت پرستوں کو پامال کردیا۔ اور اُنکی سخت خونریزی کی شہنشاہ تھیوڈوسیس نے بُت پرستوں کے بُت وغیرہ توڑ دیئے اسکندریہ کا پیٹر بارک اُٹھا اور اپنے پیروان کو لیکر سراپیس کے ہیکل میں آیا اور اُسکو برباد کردیا۔ اور جب بُت پرستوں کے تمام معابد برباد کرچکا تو کتب خانہ میں گیا۔ اور تمام کتابیں جلادیں یہاں تک کہ وہاں کی تمام الماریاں خالی ہوگئیں۔ اور کسی کو وہاں اسکے بعد حسرت و افسوس کے سوا اور کچھ بھی نظر نہ آیا۔ جس شخص نے اس کتب خانہ کو جلایا وہ پیٹر بارک تھیفلس (عیسائی) ہے جس نے شہنشاہ تھیوڈوسیس کے حکم سے اسکندریہ میں مسلمانوں کے داخل ہونے سے بہت پہلے برباد کرایا تھا اور یہ معلوم ہے کہ مذہب اسلام میں کتابوں کا جلانا ممنوع ہے"

دسویں شہادت } پایون صاحب اپنی کتاب "خرافات یورپ" میں لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"وہ دونوں کتب خانے جن کو بطلیموسیون نے اسکندریہ میں قائم کیا تھا۔ سیزر کی فوج کے ہاتھ سے جو اُس نے اسکندریہ کا محاصرہ کیا تھا جل گئے۔ لیکن اس جرم کی مکافات میں وہ کتب خانہ جسکو یومنیز شاہ برگامس نے قائم کیا تھا۔ مارک انٹونی کی وساطت سے ملکہ کلیوپیٹرا کو ہدیہ دیا گیا۔ لیکن زمانہ یا جہالت نے فیصلہ کردیا تھا کہ یہ عظیم الشان کتب خانہ چند صدی بھی نہ باقی رہے۔ پیٹر بارک تھیافلیس نے اُسکو جلادیا" (حوالہ کیلئے ملاحظہ ہو رسالہ ندوہ)

گیارھویں شہادت } جان مبارک اپنی تصنیف "دعوہائے کاذبہ" میں لکھتے ہیں کہ:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"اہل یورپ نے ہی کتب خانہ اسکندریہ کو جلایا اور مسلمانوں نے ہی علم یورپ میں پہنچایا۔"

بارھویں شہادت:۔ مسٹر ہلبلی اسٹیفونس اپنی کتاب "خیال اور مذہب" میں فرماتے ہیں کہ:۔

"کتب خانہ اسکندریہ جاہلوں کے ہاتھ سے برباد ہو گیا۔ اور عظیم الشان کتب خانہ کی بربادی سے علم بھی برباد ہو گیا۔ اور یورپ اُسوقت تک جہالت کی ہی تاریکی میں بھٹکتا رہا جب تک مسلمانوں نے اپنے علوم و فنون کی روشنی سے اُسے (یورپ) منور نہیں کیا۔"

تیرھویں شہادت:۔ تیرھواں گواہ ایک عینی شاہد ہے جسوقت شہنشاہ تھیوڈوسیس کے حکم سے کتب خانہ سکندریہ جلایا گیا اُسکے بیس برس بعد ہسپانیہ کے مؤرخ اوروسٹس نے اُس مقام کو جا کر دیکھا اور اُسے سوائے خالی الماریوں کے اور کچھ بھی نظر نہ آیا۔ اُس کے الفاظ یہ ہیں:۔

"میں نے اسوقت کتب خانہ میں صرف خالی الماریاں دیکھیں۔"

چودھویں شہادت:۔ جارج صاحب اپنی تصنیف "تریاق خرافات" میں لکھتا ہے۔ کہ:۔

"خبر ہے کتب خانہ اسکندریہ کیا ہوا؟ جواب دو کہ یورپ کی وحشی قوم نے اُسکو تھیوڈوسیس کے حکم سے سنہ ۳۹۰ء میں جلا دیا۔ یہ خاموش کتابیں زبان حال سے اس الزام کی تکذیب و تردید کر رہی ہیں جو روما میں گھڑا گیا کہ مسلمانوں نے حضرت عمرؓ کے حکم سے اُسے جلا دیا۔ حضرت عمرؓ کی طرف اس جھوٹ کا انتساب اور بالکل افترا و بہتان ہے۔"

مسلمانوں پر ناروا الزام لگا لگا کے خوش ہونے والو۔ خدا کے واسطے تم اپنے ہی بھائی بندوں کی محولہ بالا شہادتیں پڑھو اور بتلاؤ کہ کتب خانہ اسکندریہ کے جلانے والے مسلمان تھے؟

فضل حسین احمدی مہاجر

نوٹ [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شیعہ کے متعلق اشتہار نور الابصار

بوعدہ انعام پندرہ روپیہ سکہ قیصر ہند

معزز ناظرین مسلمانوں کا یہ دعویٰ اور لاریب فیہ دعویٰ ہے کہ قرآن کریم خدائے حکیم و علیم کا پاک اور مقدس کلام ہے اور جس طرح ورک آف گاڈ یعنی فعل الٰہی کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہو سکتے۔ بلکہ اپنے وقت پر تازہ بتازہ کھلتے رہتے ہیں اسی طرح ورڈ آف گاڈ یعنی کلام الٰہی کے عجائبات بھی کبھی ختم نہیں ہو سکتے بلکہ اپنے وقت پر تازہ بہار دکھایا کرتے ہیں۔ اس دعویٰ کی تائید میں صدہا دلائل موجود ہیں۔ ان میں سے ایک زبردست اور روشن دلیل وہ ہے جو پارہ ۱۸ سورۃ النور میں بیان کی گئی ہے سیدنا و مولانا شفیع المذنبین خاتم النبیین۔ امام الانبیاء و سرور اصفیا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جب خدا کی طرف سے رسالت پر مامور ہو کر تبلیغ اسلام میں مصروف ہوئے تو کفار عرب تکذیب و استہزا شرارت و ایذا کا ہر ممکن پارٹ دکھلانے اور اپنی کور باطنی سے محض اسباب ظاہری پر نظر ڈالکر یہ شور مچانے لگے کہ ہماری دیوتاؤں کی ہی فتح ہوگی۔ اور بانی اسلام و اسلام کا بہت جلد نام و نشان مٹ جائیگا۔ اور یہ نئی عمارت جڑ سے اکھڑ کر گر جائیگی۔ مگر خداوند قدیر و علیم و خبیر نے ایک طرف تو آیہ کریمہ انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً ہ میں یہ اشارہ فرمایا کہ آنحضرتؐ مثیل موسیٰ ہیں پس جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں فرعون مع لشکر تباہ و ہلاک ہوا ویسے ہی کفار کا سردار ابوجہل مع لشکر تباہ و ہلاک ہوگا۔ اور دوسری طرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور مومنین کو یہ بشارت دی وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم و عملوا الصلحٰت لیستخلفنّھم فی الارض کما استخلف الّذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امناہ یعبدوننی لا یشرکون بی شیئاً ہ ومن کفر بعد ذٰلک فاولٰئک ھم الفاسقون ہ یعنی اللہ نے وعدہ کیا اُن لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں۔ تم میں سے اور جنہوں نے عمل صالح کیئے کہ البتہ ضرور ضرور انکو ملک میں خلیفہ بنائیگا اُسی طرح جس طرح ان مومنین سے پہلے یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متبعین کو خلیفہ بنایا۔ ان موعود خلیفوں کے ذریعے سے وہ اسلام اپنے پسندیدہ دین کو دنیا میں خوب مستحکم طور پر جماویگا اور اُن خلیفوں کو دشمنانِ اسلام سے جو خوف لاحق ہوگا اُس خوف کو امن کے ساتھ بدل دیگا۔ ایسا امن کہ وہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چین سے میری عبادت کرینگے اور کسی کے زیر بار احسان نہ ہونیکی وجہ سے شرک سے مجتنب رہینگے پھر اس نعمت کا جو لوگ کفر دانکار کرینگے تو وہ فاسق ہیں چنانچہ یہ الٰہی وعدے حضرات خلفائے ثلثہ ابوبکر، عمرو عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین کے وجود میں نمایاں طور پر پورے ہوئے۔ اور خلافت راشدہ متصلہ کا دور ختم ہونے پر یہ پیشین گوئی خلافت منفصلا یعنی مجددین کے رنگ میں اپنا جلوہ دکھلانے لگی۔ اور ہمارے زمانہ میں آفتاب عالمتاب کی طرح دنیا پر چمکی سبحان اللہ کیا زبردست پیشگوئی ہے کہ تاریخی واقعات پر نظر ڈالکر ایک دہریہ اور مٹریلیسٹ بھی اس کی صداقت سے انصافاً انکار نہیں کر سکتا افسوس ان نام کے مسلمانوں پر جو اسلام کی سچائی کی اس واضح اور بیّن اور قوی اور روشن دلیل پر بیجا توہمات وتخیلات کا پردہ ڈالکر الٰہی نور کو بجھانا اور دنیا میں ظلمت پھیلانا چاہتے ہیں سنو! چونکہ اس وعدہ خلافت راشدہ کے اوّلین مخاطب اصحاب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اسلئے ضرور ہے کہ خلافت موعودہ کی ابتدا اصحاب کرام سے ہو اور زبان عرب کے قاعدہ جمع کے لحاظ سے اصحاب رسول اللہ میں کم سے کم تین اصحاب کے وجود میں اس خلافت موعودہ کا وعدہ پورا ہو ورنہ لفظ امنوا منکم مندرجہ آیت زیر بحث محض فضول اور بیکار قرار پاتا ہے اور خدا کی پیشین گوئی جھوٹی ٹھیرتی اور وعدہ الٰہی میں تخلف لازم آتا ہے۔ پس کیا شیعیت کے حامیوں میں سے کوئی ایسا پرجوش فاضل شیعہ دنیا میں موجود ہے جو سُنیوں کے مسلمہ خلفائے ثلثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سوا اور اصحاب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم میں سے تین اصحاب کو آیت استخلاف مندرجہ بالا کا واقعی مصداق ثابت کردے۔ اگر ہے تو میں اُسکو چیلنج دیتا ہوں کہ وہ میرے مقابلہ میں آکر اپنے دعوے کو قطعی دلائل تحریری سے ثابت کر دکھائے میں اقرار صحیح شرعی وقانونی کرتا ہوں کہ فاضل موصوف کو مبلغ صہ بطور حق المحنت ادا کرونگا ٭

انعامی چیلنج (۲) اگر کوئی شیعہ مولوی صاحب یا مجتہد صاحب لفظ اہلبیت کی نسبت قرآن کریم و احادیث صحیحہ نبویہ متصلہ مرفوعہ متواترہ غیر معارض بآیات قرآنیہ ودیگر احادیث صحیحہ سے قطعاً یہ بات ثابت کردیں کہ اسکے معنوں میں حضرت جناب امیر و گیارہ فاطمی النسل مزعومہ اثنا عشریاں داخل ہیں۔ دیگر بی بی فاطمہ اور ازواج مطہرات نبوی اور حضرت عباس عم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور بنی عباس داخل نہیں ہیں تو میں اقرار صحیح شرعی وقانونی کرتا ہوں کہ میں ایسے مولوی صاحب یا مجتہد صاحب کو بھی مبلغ صہ بطور حق المحنت ادا کرونگا ٭

انعامی چیلنج (۳) اگر کوئی شیعہ مولوی صاحب یا مجتہد صاحب آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ نبویہ یا اور دلائل قطعیہ سے یہ ثابت کردیں کہ شیعوں کے مسلمہ امام حضرت محمد بن عسکری علیہ السلام اب تک کسی حصہ زمین پر جسم خاکی زندہ موجود ہیں تو میں اقرار صحیح شرعی وقانونی کرتا ہوں کہ ایسے شخص کو بھی مبلغ صہ بطور حق المحنت ادا کرونگا ٭ المشتہر۔ خادم مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سید صادق حسین مختار عدالت و سکرٹری انجمن احمدیہ اٹاوہ ۳۱ جنوری ۱۹۲۳ء

غزل

(از سیّد صادق اٹاوی)

دلِ مومن میں ایسا جلوۂ خورشیدِ قرآں ہے
کہ اُسکے تن کا ہر ذرّہ مثالِ ماہِ تاباں ہے

نہیں انساں نہیں ممکن کہ مثل اس کی بنا لائے
یہ ہے اک حجّتِ روشن کہ قرآں وحیِ رحماں ہے

جہاں پر جلوہ فرمائیں کریں انوارِ فرقانی
وہاں ظلمت کو پھیلائے کہاں یہ تابِ شیطاں ہے

خداوندِ جہاں! تیری صفت کیا ہو سکے مجھ سے
کہ ذاتِ پاک کے ادراک میں بھی عقل حیراں ہے

بَری ہر عیب سے ہے تو ہر اک خوبی میں ہے کامل
سزاوارِ ستائش تُو ہے تجھ کو حمد شایاں ہے

جہاں میں سینکڑوں مذہب ہیں لیکن انمیں حق وہ ہے
جو تجھ سے ہم سخن کر دے وگرنہ کذب و بہتاں ہے

الٰہی تیری ہستی پر ہمیشہ جو شہادت دے
وہ بس اسلام ہی ہے ماسوا خوابِ پریشاں ہے

خدایا وہ نبی رحمت سے تُو نے ہمکو بخشا ہے
جو سردارِ ملائک اور سرخیلِ رسولاں ہے

مجھے جلوہ محمدؐ کا دکھایا تو نے احمدؑ میں
ترا یہ فضل ہے مولا مری جاں اسپہ قرباں ہے

گناہوں سے خجل ہوں اے خدا اب رحم کر مجھ پر
خطاؤں پر دلِ غمگیں نادم اور پشیماں ہے

پڑی گرداب میں کشتی ہے اس خاطرِ شکستہ کی
الٰہی دستگیری کر کہ آفت خیز طوفاں ہے

خدایا تیری رحمت مجھ کو اُمیدیں دلاتی ہے
وگرنہ زشتیِ اعمال اپنی شکلِ حرماں ہے

کرے تبلیغِ حق اور خدمتِ دیں تا دمِ آخر
یہ صادق کی تمنّا ہے یہی بس اُس کا ارماں ہے

ایڈیٹر لائل گزٹ کا ناطقہ بند:- حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے باوا نانک علیہ الرحمۃ کے مسلمان ہونے کے ثبوت میں چولہ کو پیش کیا ہے جس پر آیات قرآنی لکھی ہیں۔ ایڈیٹر صاحب لائل گزٹ نے پچھلے دنوں لکھا کہ جنم ساکھی بھائی بالا والی میں لکھا ہے کہ وہ خلعت آسمانی نکلی جل دیا وہ اوپر آسمانپر ہی رہا پھر نہ آیا۔ مطلب یہ کہ ڈیرہ نانک میں جو چولہ ہے وہ اصل نہیں۔ شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور نے لکھا کہ میرے پاس جو جنم ساکھی ہے اس میں تو یہ عبارت نہیں۔ اگر بعد میں ملاوٹ ہے تو اس سے سکھ کتب میں الحاق و جعل ثابت ہوتا ہے ایڈیٹر لائل گزٹ نے لکھا ہم پانسو روپیہ انعام دیتے ہیں اگر یہ الفاظ موجود نہ ہوں۔ شیخ صاحب نے یہ چیلنج منظور کر لیا۔ مگر پھر ایڈیٹر صاحب لائل گزٹ خاموش رہ گئے۔ اسی طرح جمع کر نام دی۔ پنج نماز گذار کے متعلق ایڈیٹر لائل گزٹ نے لکھا کہ یہ شلوک گورو نانک کا نہیں اگر ثابت کر دو۔ تو ایک ہزار انعام لو۔ شیخ صاحب نے یہ چیلنج بھی منظور کر لیا مگر لائل گزٹ کا بہادر ایڈیٹر دم بخود ہے۔ گویا مان لیا کہ ہمارے شیخ صاحب نے جو کچھ لکھا بالکل درست ہے ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسلمانوں کی تباہی
اور
دعوت الٰہی

دعوت الٰہی نام سے ایک کتاب ۷ صفحے حجم کی نہایت خوشخط نفیس کاغذ پر طبع ہوئی ہے جو میرے پاس ایک دوست کی معرفت پہنچی ہے۔ مصنّف نے دیباچہ میں لکھا ہے کہ مَیں نے یہ کتاب بالہام الٰہی لکھی ہے یہ بات تو مَیں نہیں سمجھ سکا کس بناء پر لکھی گئی ہے اور الہام سے کیا مراد ہے البتہ یہ کہ کتاب کے پہلے حصّے میں جو مسلمانوں کے موجودہ طرز عمل کے مطابق رائے دیگئی ہے وہ بہت حد تک درست۔ اور قابل قدر ہے کاش مدعیان اسلام ہماری نہیں سُنتے تو اپنے ایک بھائی ہی کی خیر خواہانہ پکار سُنیں۔ مصنّف نے پہلے تو یہ دکھایا ہے کہ نام نہاد مسلمانوں کے لیڈر و مصلح امتحان میں کیسے بودے نکلے تھوڑی سی مصیبت پیش آنے پر ہی ان کے ایمان باللہ و بالرسول و بالقرآن کی حقیقت کُھل گئی۔ چنانچہ ان مصلحین میں سے چند ایک کے اقوال مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ تقریر مسٹر شوکت علی "اسلام کے نازک زمانے میں مہدی علیہ السّلام ظاہر ہونگے اور دنیا میں پیغام حق پہنچائینگے۔ مگر اسوقت ان کی جگہ مہاتما گاندھی تشریف لائے ہیں۔ (پیسہ اخبار ۱۸ر نومبر سنہ ۱۹۲۰ء)

(ب) اگر تم ہندو بھائیوں کو راضی کروگے تو خدا کو راضی کروگے" (مدینہ بجنور ۱۲ر جنوری سنہ ۱۹۲۰ء)

۲۔ تقریر ظفر الملک (الناظر) اگر نبوت ختم نہ ہوگئی ہوتی مہاتما گاندھی نبی ہوتے (اتفاق دہلی ۲۷ر اکتوبر سنہ ۱۹۲۰ء)

تقریر مولوی عبد الماجد صاحب بدایونی۔ خدا نے مسٹر گاندھی کو تمہارے لئے مذکّر بنا کر بھیجا ہے

(فتح اخبار دہلی جلد ۲ صفحہ ۴)

۳۔ خادمان ارکین انجمن اسلامیہ بریلی۔ مسٹر گاندھی کی نسبت ایک نظم میں لکھتے ہیں ؎

اک دھوم مچ گئی کہ مسیحا وہ آگئے ٭ کرتے ہیں درد کا جو مداوا وہ آگئے
تعریف کوئی کر سکے ان کی یہ نادرست ٭ خاموشی از ثنائے تو حدِّ ثنائے تست

۴۔ مولوی عبد الباری صاحب فرنگی محل لکھنؤ مسٹر گاندھی کے اتباع کا اعلان بایں الفاظ کرتے ہیں ؎

عمرے کہ بآیات و احادیث برفت ٭ رفتیم و نثارِ بت پرستے کردیم

ان رہبران قوم کی بے راہ روی کو دکھانے کے بعد مصنّف دعوت الٰہی فرماتے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُس میں شک نہیں کہ یہ وقت بہت بڑے فتنہ اور زلزلہ اور عوام و خواص کے ایمانوں اور دلوں کی سخت آزمائش کا وقت تھا × × اسوقت ان کی شامت اعمال سے ایک زور کی بجلی کی کڑک سے ان کو جگا دینے اور چونکا دینے کے واسطے ایک سخت زلزلہ سے ان کو ہلا دینے اور دہلا دینے کے واسطے اور قوی الایمان اور ضعیف الایمان اور منافقین کو متمیز اور ظاہر کر دینے واسطے ایسے بڑے فتنے اور زلزلے آیا کرتے ہیں "

۲ "گذشتہ پنج سالہ جنگ عظیم جو بلائے آسمانی کی طرح یورپ پر ٹوٹ پڑی تھی اور جس نے یورپ اور ایشیا میں تہلکہ اور زلزلہ ڈالدیا تھا اور آخر کار جرمنی آئسٹریا اور ترکی کی شکست پر ختم ہوئی "

مصنّف کے ان فقرات نے مجھے بہت ہی مزا دیا کیونکہ نادانستگی سے اس زلزلہ عظیمہ کی پیشگوئی پورے ہونے کی تصدیق کر دی جس کی خبر خدا کے مامور نے ۱۹۰۵ء میں آج سے ۱۷ سال پہلے دی تھی۔ اور جس کے بےنظیر ہونیکا اعتراف ان الفاظ میں مکرّر سہ کرر کیا ہے۔

اوّل۔ "اگر موجودہ زمانے کے حالات کو غور سے دیکھا جائے تو صاف ظاہر ہو جائیگا کہ ایسا سخت مصیبت کا وقت مسلمانوں پر گذشتہ تیرہ سو برس کی مدت میں کبھی نہیں آیا تھا اور اس وجہ سے یہ وقت نہایت عظیم زلزلے اور فتنہ کا وقت ہے (دعوت الٰہی صفحہ ۱۶)

اب اس سخت مصیبت اور زلزلہ عظیمہ کی حکمت اور اس کا چارہ کار بھی بتاتے ہیں۔ حکمت تو یہ ہے کہ :-

"خدائے عزّ و جل کو کوئی بہت بڑا انقلاب کسی قوم کی حالت میں پیدا کرنا منظور ہوتا ہے تو اس سے قبل ایک عام فتنہ اس قوم پر ڈالکر اسکی قلبی حالتیں اور کیفیتیں جو گذشتہ زمانہ کی بداعمالیوں اور غفلتوں سے اس نے کسب کی ہیں ان کے آثار سب پر ظاہر فرما دیتا ہے اور ایسی حالتوں میں قوی الایمان اور ضعیف الایمان اور منافقین ایک دوسرے سے متمیز ہو جاتے ہیں "

مصنّف نے یہ بالکل درست فرمایا کیونکہ بڑے بڑے صاحبان جبّہ و دستار جو خدائی کے واحد ٹھیکہ دار بنے بیٹھے تھے۔ ان کی قلبی حالت ظاہر ہوگئی اور ایک عالم پر کھل گیا۔ کہ وہ قوم کے مصلحین بننے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ اور اس اعتراض کا جواب بھی مل گیا۔ جو کہا جاتا ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح و مہدی نے آکر مسلمانوں کو کافر بنا دیا۔ کیا خدا کے مامور کافر بنانے کیلئے آیا کرتے ہیں؟ یہ صحیح ہے کہ وہ کافر بنانے نہیں آتے مگر اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ ماموران الٰہی کے آنے پر قوی الایمان اور ضعیف الایمان اور منافقین و مفسدین مارفین متمیز اور ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اس مصیبت کا چارہ کار مصنّف کے نزدیک ایک تو یہ ہے کہ قرآن مجید کی رہنمائی قبول کی جائے اور اپنی حالت کو اسلامی تعلیم کے مطابق بنایا جائے سب کے سب رجوع بحق ہوں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کافر کفر چھوڑ دیں۔ گنہگار فسق و فجور۔ اور حسرت و ندامت سے سر جھکا کر گریہ و زاری میں لگ جائیں۔ آمنا و صدقنا۔ بالکل درست بجا فرمایا صحیح فرمایا۔ دوم یہ کہ مسلمانوں کی بگڑی بنانے والا ایک خلیفۃ اللہ آتا ہے۔ چنانچہ وہ فیصلہ الٰہی کا اعلان سُرخی دیکر لکھتے ہیں:۔

بیا کہ مژدۂ مہدی دین پناہ رسید — نوید فتح و بشارت بمہر و ماہ رسید
سپہر دور خوش اکنوں زند کہ ماہ آمد — جہاں بکام دل اکنوں رسد کہ شاہ رسید

اور اسکے بعد مشکوٰۃ باب الانذار و التحذیر سے وہ حدیث درج کرتے ہیں جس میں لکھا ہے تکون النبوۃ فیکم ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعھا اللہ تعالیٰ ثم تکون الخلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ ماشاء اللہ ان تکون ثم یرفعھا اللہ تعالیٰ ثم تکون ملکا عاضا .... ثم تکون خلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ۔

مصنف دعوت الٰہی کا استدلال یہ ہے کہ پہلے نبوت رہی یعنی حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوئی۔ اسکے بعد سلطنت عاض اور سلطنت جبریہ جو مصنف کے نزدیک عرب پر ترکوں کی سلطنت ہے۔ اسکے بعد اب یہ وہ زمانہ ہے جبکہ خلافت منہاج النبوۃ قائم ہونی چاہیئے۔ اور وہ خلیفۃ اللہ آجانا چاہیئے جس کی نسبت مصنف کتاب لکھتے ہیں:۔

"خلاصہ ان تمام پیشگوئیوں کا یہ ہے کہ جب دنیا میں فسق و فجور کی کثرت اور کفّار کی کامل غلبہ کی وجہ سے فساد اور ابتری پھیل جائیگی اسوقت ایک خلیفۃ اللہ ظاہر ہونگے جنکو خدائے عزّ و جل نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف اور شہود کا مرتبہ عطا فرمائیگا اور ہر قسم کے تصرّفات اور خوارق عادات کی قوّت ان کو عطا ہوگی اور ان روحانی قوّتوں کے استعمال کی ان کو عام اجازت ہوگی جن سے وہ عام طور پر مصالح ملکی میں جس طرح چاہینگے کام لینگے کُفّار کے ساتھ ان کی لڑائی کا یہ طریق ہوگا کہ اپنے تصرّف سے وہ آلات آتشین کو بیکار کردینگے ××× ایک جگہ سے دوسری جگہ ایک ملک سے دوسرے ملک میں انہیں فوج لیجانے کے واسطے ظاہری اسباب کی مطلق ضرورت نہ ہوگی بلکہ اپنے تصرّف کی قوّت سے وہ ذرا سی دیر میں جہاں چاہینگے اپنی فوج کو منتقل کردینگے" (صفحہ ۶۵)

لیکن مصنف کو غلطی یہ لگی ہے کہ وہ اس خلیفۃ اللہ کو مہدی آخر الزمان ؑ سے پہلے آنیوالا سمجھتے ہیں۔ اور نہیں سوچتے کہ خلافت تو نبی کے بعد ہوتی ہے۔ جب نبی نہیں آیا تو خلافت کیسی۔ پس جیسے پہلے النبوۃ قائم ہوئی اور اسکے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوۃ اسی طرح آخری زمانہ میں ہونیوالا تھا۔ اور چونکہ حضرت محمد مصطفےٰ خاتم النبیین ہیں۔ اسلئے اب اور نبی تو کوئی آنہیں سکتا البتہ محمد رسول اللہ ہی کی بعثت ثانی ہوسکتی ہے جس کی خبر قرآن مجید سورۃ جمعہ میں پہلے ہی سے دی گئی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے ھوالذی بعث فی الامیین رسولاً

Digitized by Khilafat Library Rabwah

منھم یتلوا علیھم اٰیاتہ ویزکّیھم ویعلّمھم الکتٰب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلالٍ مّبین واٰخرین منھم لمّا یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم۔ یعنی خدا تعالیٰ نے رسول کریمؐ کو امیین میں بھیجا۔ تا کہ ان کو آیات الٰہی سنائے ان کا تزکیۂ نفوس کرے ان کو کتاب و حکمت سکھائے۔ اور اسی طرح وہ رسول آخرین میں بھی مبعوث ہوگا۔ یا یہ کہ وہ آخرین کو بھی آیات سنائیگا اور تزکیہ و تعلیم کتاب و حکمت کریگا۔ قواعد نحو کے مطابق بھی دو معنی ہی ہوسکتے ہیں اور دونو کے اعتبار سے محمد رسول اللہ کی موجودگی اوّلین و آخرین میں ضروری ہے۔ اب تناسخ یا حلول کے تو ہم قائل نہیں۔ مسئلہ بروز درست ہے اور اسکی یہی صورت ہے کہ رسالتمآب کے رنگ میں رنگین اور آپکے جمیع کمالات کا وارث آپ ہی کی اُمت سے آخری زمانے میں ظاہر ہو۔ اور وہ اُمّت محمدیہ کو آیات الٰہی سنائے ان کا تزکیۂ نفوس کرے اور ان کو کتاب و حکمت سکھائے انصاف سے دیکھا جائے تو صرف احمدی جماعت ہی ہے جسکی تربیّت صحابہ کرامؓ کی مانند ہوئی اور جس کو خدا کی تازہ وحی کثرت سے سنائی گئی اور جس کے امام علیہ السلام نے دعویٰ فرمایا کہ میں بروزی طور پر وہی خاتم النّبیینؐ ہوں اور جس نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام معجزات اور خصوصًا سب سے بڑے معجزے ان کنتم فی ریب مّما نزّلنا علےٰ عبدنا فأتوا بسورۃٍ مّن مثلہ کو زندہ کیا اور علمائے عرب و عجم کو پکار کر کہا کہ میرے عربی کلام کی مثل کلام لاؤ اور پیشگوئیوں کے مقابل پر پیشگوئیاں اور پھر تمام مذاہب عالم ایک ایک کر کے اتمام حجّت کیا اور سب کو نیچا دکھایا۔ اور دوست دشمن پکار اُٹھے کہ لیظھرہ علے الدّین کلہ پورا ہوگیا۔ اور جیسا کہ خود مصنّف دعوت الٰہی نے اس خلیفۃ اللہ کے نشانات میں لکھا ہے ہر قسم کے تصرّفات اور خوارق عادات اس نفس قدسی نے دکھائے۔ اس نے لڑائی کا وہ طریق ایجاد کیا کہ مخاصمین کے آلات آتشین بیکار ہوگئے ان کی شعلہ زبانیاں اور آتشین بیانیاں سرد پڑ گئیں۔ ہاں اسی خلیفۃ اللہ نے ع

صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحجّت پامال۔ کے وہ نعرے لگائے۔ کہ ع

آزمائش کیلئے کوئی نہ آیا ہر چند۔ ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے +

واقعی یہ خلیفۃ اللہ ان فوجوں کے ساتھ آیا جنہیں ظاہری اسباب کی یعنی توپ و تفنگ و بندوقۂ فرنگ کی مطلق ضرورت نہیں۔ صرف دعاہائے سحری اور تصرّفات قلبی سے جہانِ کفر میں تہلکہ ڈال دیا۔ اور دنیا کے کناروں تک اسلام کی منادی ہوگئی۔ عیسائیت کے مرکز لنڈن میں۔ پھر نہ صرف پُرانی دنیا میں بلکہ نئی دنیا میں بھی توحید کا جھنڈا گڑ گیا۔ اور کفر و جحود کا نقشہ بگڑ گیا۔ فللّٰہ الحمد فی الاولیٰ والاخریٰ۔ کیا ہمارے دوست مصنّف دعوت الٰہی آنیوالے خلیفہ کی قوّت قدسی کو سردار انبیاء حضرت محمد مصطفےٰؐ سے بڑھکر سمجھتے ہیں۔ جو خاتم النّبیینؐ تو اپنی فوجوں کی

نقل و حرکت میں ظاہری اسباب کے محتاج ہوں اور وہ خلیفہ صاحب صرف تصرف روحانی سے ذرا سی دیر میں فوجوں کو ایک ملک سے دوسرے ملک میں پہنچا دیں۔ گذشتہ انبیاءؑ کی سُنّت دیکھئے۔ جو پہلے انبیاء کو نہیں ملا اور پھر خاتم کمالات نبوّت کو نہیں ملا۔ وہ ایک خلیفے اور بقول آپکے ایک غیر نبی کو کیونکر دیا جا سکتا ہے۔ اور پھر یہ کیسی مضحکہ انگیز بات ہے کہ قُوّت روحانی تو ایسی کامل ہو کہ چشم زدن میں فوجوں کی فوجیں مع آلات حرب ایک ملک سے دوسرے ملک میں پہنچا سکے اور گھر بیٹھے اس ملک کے بادشاہ کو اپنے قدموں میں نہ بلالے۔ ایسے تصرّف والے کو فوجوں کی کیا ضرورت ہے لامحالہ یہ فوجیں ظاہری فوجیں نہیں بلکہ روحانی فوجیں مراد ہیں۔ اور ان کے ہتھیار سہام اللیل یعنی دعاؤں کے تیر اور حجج و براہین کی تلواریں ہیں افسوس ہے کہ مصنّف دعوت الٰہی ایسے ہوشیار و فرزانہ ہو کر اس استعارہ کو نہیں سمجھ سکے۔ جو بالکل ظاہر ہے۔ مصنّف نے نعمت اللہ شاہ ولی کی پیشگوئی بھی درج کی ہے۔ اور اس کے اس شعر کو موجودہ جنگ پر لگایا ہے۔

ہر یک از عالمانِ ہفت اقلیم یک دگر را دو چار مے بینم
مہر را دل فگار مے بینم ماہ را روسیاہ مے نگرم

پھر سہ

ہیں اس خسوف و کسوف کی خبر ہے جو ۱۳۱۱ھ میں ہوئے۔ اب یہ تعجب کی بات ہے یا نہیں؟ کہ گواہ تو گذر چکے مگر مدعی موجود نہیں اگر حضرت مرزا غلام احمدؐ علیہ الصلوٰۃ و السلام وہ خلیفۃ اللہ نہیں وہ مہدی آخر الزمان نہیں تو ہمیں مصنّف دعوت الٰہی ہی بتائیں کہ اور کون ہے؟ جب آپ کوئی پیش نہیں کر سکتے مان لیجئے کہ محمد رسول اللہؐ کی بعثت ثانی ہو چکی۔ اور اس النبوّۃ کے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ بھی قائم ہو گئی جو حضرت مرزا محمود احمدؐ ایدہ اللہ الاحد کا وجود باجود ہے۔

صحیح المسلم مترجم:۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ صحیح مسلم کا ترجمہ حامل المتن مع حواشی امرتسر میں چھپنا شروع ہوا ہے کاغذ اچھا خط صاف چھپوائی خاصی پہلا پارہ تیار ہے قیمت ایک روپیہ
ملنے کا پتہ:۔ ابو رحمت عبد الرحمٰن محمد سلیمان مالکان کتب خانہ لمعات محمدیہ امرتسر

سُرمہ تریاق چشم:۔ یہ سرمہ میں نے خود اپنی ایک کی آنکھوں پر آزمایا ککروں کا حکمی علاج ہے ۳ ماشہ عہ
مرزا حاکم بیگ صاحب گڑھی شاہ دولہ گجرات سے منگوائیے

مرہم عیسیٰ ڈبیہ ۱۲ ار کلاں عہ ۔ سنت سلاجیت نہایت خالص عہ تولہ
دفتر تشحیذ سے طلب کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تبلیغِ رسالت

جاہ و حشمت کیلئے اور نہ دولت کے لئے
ہم یہاں آئے ہیں تبلیغِ رسالت کے لئے

دیکھیں کون اُٹھتا ہے اس کام میں شرکت کے لئے
ہم کمربستہ ہیں اسلام کی خدمت کے لئے

ہم جو جیتے ہیں تو بس خدمتِ ملّت کے لئے
زر و دولت کے لئے اور نہ عشرت کے لئے

نہ ہے سودائے خلافت نہ ریاست کی ہوس
اہلِ دل رکھتے ہیں کیا اہلِ سیاست کے لئے

دیدیا جب سے دل اس یار کو باقی نہ رہی
دل میں کوئی بھی جگہ غیر کی الفت کے لئے

یار پہلو میں ہے وصل میسّر ہے مدام
رہ کے دنیا میں مزے روضۂ جنّت کے لئے

دمبدم دیکھتے ہیں چہرۂ احمدؐ کی جھلک
اور کیا چاہیئے آنکھوں کی طراوت کے لئے

پوچھتے کیا ہو مسیحا کی صداقت کے لئے
کہ سلاطین کھنچے آتے ہیں بیعت کے لئے

کچھ کرو۔ بہر خدا۔ دین کی نصرت کے لئے
دینِ احمدؐ کی قبولیّت و شوکت کے لئے

مرگِ عیسیٰ کا پڑھو مرثیہ با صدق و ثواب
دل میں اپنے جو تڑپ رکھتے ہو میّت کے لئے

اک توفیّتنی کافی ہے شہادت کے لئے
کیوں اُلٹتے ہو ورق دوسری آیت کے لئے

اے سری نگر کرامت کا تری قائل ہوں
منتخب تجھ کو کیا عیسیٰ کی تربت کے لئے

ہے خدا زندہ۔ رسولِ عربیؐ بھی زندہ
یہی حُجّت ہے بس اثباتِ نبوّت کے لئے

بند جب ہوگیا تکلیم و تکلّم کا باب
کیا رہا فخر و مباہات پھر اُمّت کے لئے

برضرورت ہے۔ لگے ڈھول۔ ہو نخوت کافور
شیخ جی۔ آپکی دستارِ فضیلت کے لئے

نہ کبھی آئیگا مہدی نہ مسیحا تیرا
منتظر یوں ہی رہو گے بد قدرت کے لئے

شوکتِ دین تو صدیوں سے مٹی جاتی ہے
کرّ و فر رہ گیا دجّال کی اُمّت کے لئے

آج اسلام ہے بیمار نزار و بیکس
چارہ گر چاہیئے بیمار کو صحت کے لئے

کل کو آیا بھی تو کیا آیا وہ نافہم طبیب
فاتحہ پڑھنے کو یا ماتمِ میّت کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علمِ قرآں تو ثریا پہ گیا تھا یا ربّ — کیا دھرا رکھا تھا ہاں کفر ہی اُمت کے لئے
معجزے دیکھ کے انکار کئے جاتے ہیں — منتظر بیٹھے ہیں کیا صورِ قیامت کے لئے
مُصطفےٰ آیا پھر اک بار مسیحا ہو کر — تاکہ ہو زندہ نشاں ختمِ نبوت کے لئے
مُفت میں آج چھلکتے ہوئے ملتے ہیں جام — ہاتھ پھیلاؤ بھی اس بادۂ وحدت کے لئے
احمدیت ہے زمانے میں وہ یکتا گوہر — جوہری سر بگریباں ہیں قیمت کے لئے
کرو اوروں کی تکالیف سے عبرت حاصل — ورنہ رہ جاؤ گے تم اوروں کی عبرت کے لئے
فرضِ تبلیغ ادا کرنے کو ہم آئے ہیں — جیسے خادم کوئی مامور ہو خدمت کے لئے
بات گر مان لو ہے اجر یہی اجرت ہے
ہاتھ پھیلاتے نہیں ہم کسی اُجرت کے لئے

نعمت اللہ گوہر سکرٹری تبلیغ لائل پور

مولوی محمد علی صاحب اپنے ایمان کا فیصلہ کریں!

ریویو آف ریلیجنز ماہ اپریل سنہ ۱۹۰۸ء میں مولوی محمد علی صاحب ایم اے یہ عبارت لکھتے ہیں:-

"بہاء اللہ کی اس سے بڑھکر ناکامی اور کیا ہوگی کہ اس کا بیٹا جو اس کی جگہ پر خلیفہ ہوا اس کے مذہب کا ستیاناس کر رہا ہے سچ ہے۔ کلمۃً طیبۃً کشجرۃٍ طیبۃٍ اصلھا ثابت وفرعھا فی السّماء توتی اکلھا کل حین باذن ربھا ومثل کلمۃ خبیثۃ کشجرۃ خبیثۃ اجتثّت من فوق الارض مالھا من قرار۔ اس میں بہاء اللہ مدعی مسیحیت کی ناکامی کی سب سے بڑی دلیل ہاں ایسی لاجواب دلیل کہ اس کے سوا اور کوئی دلیل۔ دلیل ہی نہیں۔ یہ بتائی گئی ہے کہ بہاء اللہ کا بیٹا جو اس کی جگہ خلیفہ ہوا، اس کے مذہب کا ستیاناس کر رہا ہے۔ اسلئے ثابت ہو گیا کہ بہاء اللہ ایک خبیث وجود تھا جس سے خبیث پھل نکلا۔" (صفحہ ۱۳۶ نمبر ۴ جلد ۷ ۱۹۰۸ء)

اب فرمایئے مولوی صاحب اپنے اسی معیار کے مطابق کیا فرماتے ہیں آپ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں۔ کیا حضور علیہ الصلوٰۃ کا بیٹا ہی خلیفہ نہیں؟ اس کے جو عقائد ہیں وہ آپ کو معلوم ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور ان کی بناء پر آپ بارہا فرما چکے ہیں کہ جو مذہب حضرت مرزا صاحبؑ لائے تھے اس کا ستیاناس کر رہا ہے تو کیا جب آپ یہ فقرہ فرماتے ہیں تو ساتھ ہی اپنے اس مسلمہ اصول کی بناء پر یہ بھی اعلان نہیں کر رہے ہوتے؟ کہ

مرزا غلام احمد کی اس سے بڑھکر اور ناکامی کیا ہوگی کہ اسی کا بیٹا جو اسکی جگہ پر خلیفہ ہوا اسکے مذہب کا ستیاناس کر رہا ہے سچ ہے ومثل کلمة خبيثة كشجرة خبيثة

بس آپ کے لئے تین طرف سے شرح موت ہے۔

(۱) یا تو حضرت مسیح موعودؑ سے علانیہ اعلان ارتداد کر دیجئے اور مان لیجئے کہ وہ ناکام گئے اور ناکامی جھوٹوں کی نشانی ہے۔

(۲) یا پھر حضور علیہ السلام کے بیٹے کے ہاتھ پر بیعت اطاعت کر لیجئے۔ اور مان جائیے کہ جو عقائد وہ شائع فرما رہے ہیں وہی حضرت مسیح موعودؑ کے تھے۔

(۳) یا پھر اپنا مضمون مطبوعہ ریویو اپریل ۱۹۰۸ء واپس لیجئے اور بہاء اللہ کو خدا کی طرف سے صادق مامور مانئے۔

دیکھوں آپ کیونکر اپنی جان چھڑاتے ہیں۔

آپکا دیرینہ نیازمند اکمل

اِشتہار دینے والوں کیلئے اچھا موقعہ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز۔ خدا کے فضل سے قادیان سے شائع ہونے والے تمام اخباروں اور رسالوں حتیٰ کہ الفضل سے زیادہ شائع ہوتا ہے اسلئے جو صاحب اس میں اشتہار دینگے وہ بہت آسانی سے تمام جماعت احمدیہ بلکہ دوسرے اصحاب تک بھی اپنی آواز پہنچا سکیں گے۔ اسلئے اشتہار دینے والوں کیلئے نادر موقعہ ہے کہ وہ اس سے فائدہ اٹھائیں ہم زیادہ صفحے اشتہاروں کیلئے نہیں دے سکتے اسلئے بہت جلد سالانہ معاہدات کے ذریعے جگہ ریزورڈ کرا لینی چاہیئے۔

اُجرت

سالانہ	ایک صفحہ	چالیس روپے	چھ ماہ	نصف صفحہ	۳ روپے
چھ ماہ	ایک صفحہ	۲۲ روپے	۳ ماہ	؍؍	۷ روپے
سہ ماہ	ایک صفحہ	۱۲ روپے	فی اشاعت ۴½ روپے۔ نصف صفحہ ۲½ روپے۔ فی سطر ۴؍		
ایک سال	نصف صفحہ	۲۳ روپے			

یہ رسالہ ہر مہینے کی پانچ تاریخ قادیان دار الامان ضلع گورداسپور پنجاب سے شائع ہوتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نوٹ کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی کافوری جنتری ۱۹۲۲ء کی نہایت خوبصورت اعلیٰ درجہ کے چکنے کاغذ پر چھپی ہے اور بلا قیمت و محصولڈاک قدردانوں کے پاس بھیجی جاتی ہے اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ پر دس متفرق جگہ کے شریف لکھے پڑھے اشخاص کے نام اور پورا پتہ لکھ کر بھیجدیجئے جنتری بواپسی ڈاک آپ کی خدمت میں روانہ کردیجائے گی۔

سینی لائن

خونی بواسیر اور خون بند کرنیکی دوا۔ یہ خوشبودار بے ذائقہ دوا چند بوٹیوں سے بنی ہے اور خون بند کرنے میں بے مثل ہے ناک سے خون جاتا ہو تو تھوڑا سا یہ عرق سونگھ لینے سے اسی وقت بند ہوجاتا ہے مسوڑھوں سے اگر خون جاری ہو تو مساوی مقدار سے گرم پانی میں عرق ملاکر روز کلی کرنے سے مسوڑے سخت ہوجاتے ہیں اور خون بند ہوجاتا ہے منہ کے راستے یا بلغم کے ساتھ خون جاتا ہو تو اس دوا کے استعمال کرنے سے بند ہوجاتا ہے عورتوں کے پردر کی بیماری میں یا حمل کی حالت میں خون جاتا ہو تو اس دوا کے استعمال کرنے سے فوراً ہی آرام ہوجاتا ہے قیمت عمر پچکاری ۱۰ر محصولڈاک ہر دو ۱۱ر

پرانے ملیریا بخار کی گولیاں

چار پانچ ہی خوراک میں بخار بند ہوجاتا ہے لرزہ۔ بخار پرانا ہوجانے پر باری سے یا ہر روز دن رات تھوڑا بہت چڑھا رہتا ہے جسم کا خون پانی سا ہوجاتا ہے اور آدمی کا رنگ پھیکا میلا ہوجاتا ہے تھوڑی محنت سے کلیجہ کانپتا ہے سانس پھولتی ہے کھانے کی خواہش وقت بہت ہی گھٹ جاتی ہے۔ تلی و کلیجہ کے بڑھنے سے پیٹ نکل آتا ہے کبھی منہ اور ہاتھ پیروں میں ورم آجاتا ہے۔ اور زندگی وبال ہوجاتی ہے ایسی حالت میں یہ گولیاں فائدہ کرتی ہیں قیمت جو مبینے گولیوں کی ڈبیہ ۱۰ر محصول وغیرہ ۶ر

دوائیوں کے تیل

مذکورہ ذیل دوائیوں کے تیل کے دو تین بوند پاؤ آدھ سیر دوا کے فائدہ دیتے ہیں اور کوٹنے پیسنے کی تکلیف سے بھی بچتے ہیں اور آسانی سے پی سکتے ہیں

(۱) روغن صندل۔ سوزش کیلئے نہایت مفید ہے۔ قیمت ۱۴ر محصول ایک سے ۴ شیشی تک ۶ر

(۲) اجوائن کا تیل ہیضہ بدہضمی کے لئے ایک ہی دوا ہے ״ ۸ر ״ ״ ۶ر

(۳) روغن سونٹھ۔ یہ بھوک بڑھاتا ہے اور ریاح کو خارج کرتا ہے ״ ۱۲ر ״ ״ ۶ر

(۴) روغن سونف پیٹ پھولنا اور دست وغیرہ کیلئے مفید ثابت ہوا ہے ״ ۶ر ״ ״ ۶ر

(۵) روغن دال چینی۔ یہ دال چینی کے ملائم چھلکوں سے بنا ہے اور نہایت خوشبودار ہے ۸ر ״ ״ ۶ر

(۶) روغن لونگ متلی اور ریاح کو رفع کرتی ہے اور درد شکم و بدہضمی کو مفید ہے قیمت فی شیشی ۶ر محصول ۴ تک ۶ر

ڈاکٹر ایس۔ کے۔ برمن نمبر ۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ